ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 112

قیمت -/45 روپے

اگست 2012ء



خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ سینو کا خوبصورت منظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

Personal\Nawa-e-Sufia\Sh-112\Final\NS Box Pic.bmp not found.

شمارہ : 112	اگست 2012ء	ہدیہ: 45 روپے

مدیر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری اور ڈیزائن کاری

تصوف نیشنل لائبریری علی پور اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

358-A، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد، پاکستان

ای میل ایڈریس

مضامین، خبریں و خطوط بذریعہ emial بھی بھیج سکتے ہیں

nawaesufia_intl@yahoo.com

اکاؤنٹ نمبر

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 010-1773-8،

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ادارے کا مضمون نگاروں اور نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے اختر گرافک پرنٹر، آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ G-6/1-1،358-A، اسلام آباد سے شائع کیا۔

فہرستِ مضامین

نوائے صوفیہ

احسان علی دانشؔ

کاروانِ حق کا ہے رہبر نوائے صوفیہ
ہے توقع سے کہیں بڑھ کر نوائے صوفیہ

اس کی خوشبو سے معطر ہے تصوف کا جہاں
باغِ عرفان کا گلِ عنبر نوائے صوفیہ

شاہ سیدؒ! آپ کی ہر فکر ہر پیغام کا
اس زمانے کا ہے پیغمبر نوائے صوفیہ

ایک غازی کی قلم کی کاٹ سے ترشا ہوا
نادر و نایاب ہے گوہر نوائے صوفیہ

جہل کے تاریک گوشوں میں ابولعرفان کا
بخشتا ہے دم بدم انور نوائے صوفیہ

معروفی، غازی، ابولعرفان کے پیشِ نظر
شمع کی مانند ہے محور نوائے صوفیہ

راہِ ہستی میں اگر آئے کوئی مشکل کبھی
ہے ہمارا نعرہِ حیدر نوائے صوفیہ

تم عقیدت سے پکارو ایک دن، پھر دیکھ لو
ہر مہینے آئے گا گھر گھر نوائے صوفیہ

دیکھ لینا اپنا ماضی جو درخشاں تھا کبھی
اور مستقبل کا بھی منظر نوائے صوفیہ

جان لو دانش بحرِ صدرت تمہاری زیست کا
گھپ اندھیروں میں مہ و اختر نوائے صوفیہ

تفکر و تذکر

ہماری شناخت

اداریہ

قرآن مجید، فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام۔

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں دین اسلام کی ہدایت بن مانگے عطا فرمائی ورنہ روئے زمین پر ایسے انسان بھی موجود ہیں جو ہنوز جنگلوں میں وحشی جانوروں کی طرح رہ رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے نام اور پیغام سے بے خبر ہیں۔ متمدن دنیا میں بھی اکثریت ایسے انسانوں کی ہے جو اللہ کے دین سے یا تو بے خبر یا بے پروا۔ ان میں اکثر ایسے ہیں جو دین کو ہی قصۂ پارینہ سمجھتے ہیں اور رجعت پسندی کی علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سائنس کی ترقی نے تمام انسانی مسائل کا حل پیش کر دیا ہے اور حقائق حیات و کائنات کو اندھیرے سے اجالے میں لے آیا ہے، ایسے میں کسی دین مذہب کو ماننے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ بعض نام نہاد روشن خیال، دانشور قسم کے لوگ جدید فلسفہ ہائے حیات کے مطالعے سے متاثر ہو کر دین کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہم و گمان کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ فکر انسانی کا ارتقاء نہیں ہونا چاہیے، البتہ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ روحی کی رہنمائی کے بغیر جو بھی فلسفہ یا نظام حیات مرتب ہوگا، وہ ضرور ناقص ہوگا اور اس میں حیات اور مابعد الحیات کے جملہ مسائل سے نمٹنے کی کماحقہ صلاحیت موجود نہ ہوگی۔

دین اسلام کی انفرادیت یہ ہے کہ اولاً یہ دین فطرت ارتقائے فکر انسانی کے نقطۂ کمال پر آیا ہے اور اپنے تمام پیشتر وادیان سے زیادہ جامع اور مکمل ہے۔ دوسرے اس دین کے اصول اور مبادی میں ایسی لچک اور صلاحیت موجود ہے کہ تا قیام قیامت بنی نوع انسانی کی فکری اور عملی رہنمائی تمام صلاحیتیں اس دین میں موجود ہیں۔ جو دین اسلام کے مکمل ہونے کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس دین کے آنے کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی، وہ راہ حق وہدایت پر ہیں، لیکن جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دین ایک بے لچک اور ارتقاء سے عاری دین ہے وہ شاید راہ صواب سے دور ہیں۔ کیونکہ اسلام کے اندر ایسی وسعت اور گنجائش موجود ہے کہ ہر دور اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق یہ ترقی اور عروج مراحل طے کرے اور جدید ترین اذہان کی فکری تشنگی کو بھی دور کرنے کے قابل رہے۔

بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ علمائے اسلام نے دین اسلام کی جامعیت اور ہمہ گیریت کو اہل عالم کے آگے پیش کرتے ہوئے جدید سائنس اور فلسفہ کے شانہ بشانہ چلنے کے بجائے محض غیر اہم فروعی مسائل اور اختلافات کو اپنے فکر اور تحقیق کی بنیاد بنا کر دین کو ایک چیستان بنا ڈالا ہے اور ان اختلافات کو اس قدر ہوا دی ہے کہ آج بدقسمتی سے مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا نظر آتا ہے۔

بنیاد پرستی Fundamentalism کوئی ایسی بری چیز نہیں جس کے بارے میں اہل اسلام معذرت خواہانہ رویہ اختیار کریں، کیونکہ بنیاد پرستی تو محض دین کے بنیادی امور جیسے ایمان واسلام کے بنیادی ارکان پر ایمان لانے اور عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔ اصل چیز جس کی وجہ سے مسلمان پوری دنیا میں ہدف تنقید بن رہے ہیں وہ تعصب، تنگ نظری، عدم برداشت اور تشدد ہے، جن کا دین سے دور کا بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ دین تو ہمہ گیر محبت اور عالم گیر انسان دوستی کا دوسرا نام ہے۔ دین تو انسان کیا، جانوروں، کیڑے مکوڑوں بلکہ بے جان اشیاء اور حیاتیاتی ماحول کا بھی خیال رکھنے اور پیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ مغربی مفکرین کا دیا ہوا یہ تاثر غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اسلام صوفیائے کرام، اولیائے کرام اور اولیاء اللہ کے درس پیغام ومحبت سے پھیلا ہے۔ حضرت شاہ ہمدان سید علی ہمدانیؒ، حضرت داتا گنج بخش اور حضرت معین الدین چشتی اجمیری جیسے صوفیہ نے کون سی تلوار چلائی تھی کہ لاکھوں انسان حلقہ بگوش اسلام ہوئے؟ اب آیئے فرقہ پرستی اور انتہا پسندی کی طرف، اللہ تعالیٰ کے واضح حکم یعنی:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ بازی سے باز رہو۔"

اس کے باوجود اسلام کا تہتر سے زائد فرقوں میں بٹ جانا قابل افسوس ہے۔ ائمہ دین نے جو بھی مساعی کی ہیں وہ خلوص ومحبت کی بنیاد پر ہیں، لیکن افسوس ہے کہ ان کے پیروکاروں نے اختلاف اور عصبیت کو ہوا دی ہے۔ لیکن صوفیہ کرام نے اس صورت حال میں اعتدال اور میانہ روی اور صلح کل کے راستے کو پسند فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی جن کا تعلق سلسلہ ذہبیہ سے ہے، کا فرمان سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے، آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریمؐ کی ہر ہر سنت اس قدر محبوب تھی کہ تا قیامِ قیامت ان کو محفوظ کرنے کا بندوبست فرمایا۔ چنانچہ اسلامی فرقوں میں سے کسی نے ایک سنت کو اختیار کیا اور کسی نے دوسری کو۔ لیکن چونکہ ہر مسلمان کے لیے امورِ دین میں اختصاص اور مہارت حاصل کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے ضرور ہے کہ ہر مسلمان کسی نہ کسی امام کی پیروی کرے، لیکن زندگی میں کم از کم ایک بار دیگر ائمہ کے طریقے کے مطابق بھی احکامات واعمال ضرور بجالائے تا کہ روزِ قیامت کسی سنت کے فوت ہونے کا افسوس نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی فرقوں کی کثرت کے باوجود ان کے دو بڑے گروہ اہلِ تسنن اور اہلِ تشیع ہیں، جن میں سے اول الذکر سنتِ نبویؐ پر عمل کرنے کا دعوے دار ہے اور خلفائے راشدین اور اصحابِ کرام اور اہلِ بیتِ رسول کی محبت کا دم بھرتا ہے، جبکہ دوسرا گروہ زیادہ تر اہلِ بیتِ رسول اور ائمہ اثنا عشر سے محبت اور مودت اور دوستداری کا دعویدار ہے۔ اس تقسیم کے باوجود اکثر مفکرین اور دانشوروں نے اس حقیقت کا احساس اور اعتراف کیا ہے کہ اسلام میں ایک تیسرا غالب اکثریتی گروہ بھی موجود ہے، اگرچہ یہ گروہ اپنے آپ کو کسی خاص اسمِ علم سے ممتاز نہیں کرنا چاہتا اور یہ گروہ صوفیہ کا گروہ ہے۔ صوفیہ کا مسلک اعتدال اور میانہ روی کا مسلک ہے، وہ فروعی اور جزوی اختلافات کو چنداں اہمیت نہیں دیتے اور اپنا مطمحِ نظر محض اور محض قربِ الٰہی کو قرار دیتے ہیں۔ ان کا مذہب عشقِ خداوندی ہے۔

مذہبِ عشق از ہمہ مذہب جداست
عاشقاں را مذہب وملت خداست

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صوفیہ کرام نے فقہی امور میں کبھی ایک امام کے مسلک کو پسند فرمایا ہے اور کبھی دوسرے امام کے طریقے کو ترجیح دی ہے۔ لیکن مجموعی طور پر تمام ائمہ واکابرینِ دین کے ساتھ حسنِ ظن اور اخلاص کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ تصوف کے سلاسل میں سے سلسلۃ الذہب الصوفیہ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ افرادوتفریط سے دور رہ کر اعتدال کے راستے کو اختیار کیا گیا ہے۔ تصوف کا یہ عظیم سلسلہ ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام سے متمسک ہے اور اس سلسلے کے بزرگوں میں حضرت معروف کرخیؒ، حضرت سری سقطیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ ابو نجیب سہروردیؒ، حضرت شیخ احمد غزالیؒ، حضرت شیخ علی لالاؒ، حضرت شیخ نجم الدین کبریؒ، حضرت عبد الرحمن اسفراینیؒ، حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ، حضرت میر سید محمد نوربخشؒ، حضرت میر شمس الدین محمد اسیری لاہیجیؒ جیسی مشہور عالم قد آور روحانی شخصیات شامل ہیں جن کی روحانی منزلت اور مرتبے اور تبلیغ واشاعت کی عملی مساعی کی ایک دنیا معترف ہے۔

سلسلہ معروفیہ، جنیدیہ، کبرویہ، ہمدانیہ، نوربخشیہ کا خصوصی وصف یہ ہے کہ جہاں اس سلسلے کے بزرگ سنتِ نبویؐ پر خصوصیت کے ساتھ عمل پیرا ہیں وہاں ائمہ اہلِ بیت سے بھی خصوصی محبت اور مودت رکھتے ہیں، کیوں نہ ہو کہ انہوں نے اپنا روحانی ورثہ ہی ائمہ اہلِ بیت کے دامنِ فیض سے حاصل کیا ہے۔ چنانچہ بزرگانِ سلسلۃ الذہب نے جہاں دیگر ائمہ فقہ کی علمی مساعی کو استحسان کی نظر سے دیکھا ہے، وہاں خصوصیت کے ساتھ اہلِ بیت علیہم السلام کے احکام وفرامین کو خصوصی اہمیت اور افضلیت دی ہے۔ سلسلۂ کبرویہ میں اس روش کو خوب فروغ حاصل ہوا اور اس سلسلے کے بزرگوں نے جن میں حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ، حضرت میر سید محمد نوربخشؒ جیسے عظیم نام شامل ہیں خصوصیت کے ساتھ سنتِ نبویؐ پر عمل کو اپنا شیوہ بنایا اور اہلِ بیتِ رسول سے محبت ومودت کو اپنا طرۂ امتیاز جانا۔ ان بزرگوں کی فقہی تعلیمات میں بھی اعتدال کی یہی روش نظر آتی ہے کہ اگرچہ انہوں نے دیگر ائمہ فقہ کے بعض مسائل کو بھی پسند فرمایا ہے۔ لیکن جہاں جہاں ائمہ اہلِ بیت کے ہاں کوئی حکم نظر آیا ہے، اسے سب سے بڑھ کر اولیت اور ترجیح دی ہے۔

بدقسمتی سے نویں صدی ہجری تک عالمِ اسلام میں فروعی اختلافات کی خلیج اس قدر وسیع ہو گئی تھی اور دین میں بدعتوں نے اس قدر فروغ پایا تھا کہ مختلف فرقے ایک دوسرے کے حق میں کفر وشرک کے فتوے صادر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ اس اختلاف وانتشار کی فضا میں غوث الاعظم، امام العالم حضرت میر سید محمد نوربخش موسوی قہستانی علیہ الرحمہ نے ضروری سمجھا کہ امتِ مسلمہ کو اس بحرانی کیفیت سے نکالنے کے لیے شریعتِ محمدیؐ سے بدعتوں کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے معتدل مسلک کو رواج دیا جائے جس پر تمام اہلِ اسلام کے اتفاق کا امکان ہو۔ حضرت امام نوربخش علیہ الرحمہ نے دعویٰ فرمایا ہے کہ انہوں نے شریعتِ محمدیہ کو بلا کم وکاست اسی طرح بیان کیا ہے جیسے وہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور میں رائج تھی۔ یاد رہے کہ نوربخش کے پیش رو شیوخِ طریقت بھی اسی مسلک پر کاربند تھے لیکن بعض جزوی نوعیت کی کاوشوں کے علاوہ ایک مبسوط فقہی کتاب لکھنے کی چنداں ضرورت نہ سمجھی گئی تھی۔

میر سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ کے بعد ان کے فرزند ارجمند حضرت میر قاسم فیض بخش علیہ الرحمہ سلسلہ معروفیہ، ہمدانیہ، نوربخشیہ کے شیخ طریقت اور اپنے والد نامدار کے روحانی جانشین بنے، تو آپ نے ایک ایسا لازوال کارنامہ سرانجام دیا جس سے تمام آنے والے تمام وقتوں کے لیے مذہب صوفیہ کی نظریاتی حصار بندی ہو گئی، اور اس حصار میں رخنہ اندازی کے امکان کا بھی قلع قمع ہو گیا۔ علمی دنیا کی یہ شاید سب سے مختصر لیکن سب سے اہم دستاویز ہے جس کو آج کل کے اہلِ نوربخشیہ "آئینۂ نوربخشیہ" یا "چودہ روحانی

نعرے" کا نام دیتے ہیں۔

آئینہ نوربخشی:

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے یہ چودہ روحانی نعرے حسب ذیل ہیں:

۱) بندہ خدا ۲) ذریت آدمؑ ۳) ملت ابراہیمؑ ۴) امت محمدؐ ۵) دین اسلام ۶) کتاب قرآن ۷) کعبہ قبلہ ۸) متابعت سنت نبویؐ ۹) محب علیؑ ۱۰) سلسلۃ الذہب ۱۱) مذہب صوفیہ ۱۲) مشرب ہمدانیہ ۱۳) روش نوربخشیہ ۱۴) مرید مرشد

تمام اہل صوفیہ کو ازبر ہونے کے باوجود ان کلمات کی اہمیت کو سرسری انداز میں سمجھا گیا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کلمات میں بعض گہرے معانی اور مطالب موجود ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے محض چند ایک نکات بیان کریں گے۔

☆ بندۂ خدا کا اقرار کرنے کے بعد تمام لادینی نظریات کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور انسان ان امور پر جن پر ایمان بالغیب کا حکم آیا ہے، ایمان لاکر پورے کا پورا دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا پابند ہو جاتا ہے۔

☆ ذریت آدمؑ کا اقرار کرنے سے اس حقیقت کا اثبات ہو جاتا ہے کہ تمام انسان بلاتفریق رنگ و نسل حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ فی الارض اور پہلا نبی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اس اعلان کے بعد ایسے شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ خدانخواستہ انسان بوزنہ یا کسی اور جانور کی نسل سے ہے، جیسا کہ آج کل کے ڈاروینیوں کا خیال خام ہے۔ رنگ و نسل کی بنیاد پر ہونے والے امتیاز کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ ملت ابراہیمؑ کا دعویٰ کرنے سے ان تمام الہامی مذاہب کی ایک وحدت بن جاتی ہے جو دین ابراہیمؑ کے بعد آئے ہیں اور اگر اہل اسلام کے علاوہ اہل یہود و نصاریٰ بھی اس کے قائل ہو جائیں تو بین المذاہبی توافق interfaith harmony کا راستہ خود بخود ہموار ہو جاتا ہے۔ جس کی اہمیت کا عہد حاضر میں سب سے زیادہ ادراک کیا گیا ہے۔

☆ امت محمدیہ کا فرد ہونے کا اعلان امت مسلمہ کو ایک ہمہ گیر بھائی چارے میں منسلک کرتا ہے۔ یہ نعرہ قومیت کے اس جدید تصور پر بھی کاری ضرب لگاتا ہے جو وطنیت سے ماخوذ ہے۔ اور دنیا کی تمام اقوام متفرقہ کو بلالحاظ رنگ و نسل و زبان و ثقافت ایک عالمگیر وحدت میں پرو دیتا ہے۔

☆ دین اسلام کا نعرہ اہم ترین ہے۔ فی زمانہ تفرقہ بازی نے دین اسلام کے تشخص کو لخت لخت کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان الدین عند اللہ الاسلام فرمایا تو تمام اہل اسلام کو محض مسلم کہلانے پر فخر کرنا چاہیے۔ چنانچہ اگر کوئی کسی سے سوال کرے کہ تمہارے مذہب کیا ہے؟ تو اس کا جواب اسلام ہی کافی ہوگا۔ دین اور مذہب بڑی حد تک مترادف الفاظ ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص ایسا عقیدہ نہیں رکھتا جو اسے دائرہ اسلام سے خارج کرے تو اس کو مسلم کہلانا کافی ہے۔ چنانچہ یہ نعرہ مومن مسلمان کو اس وسعت کا حامل ہوتا ہے کہ وہ تمام ائمہ دین اور اکابرین اسلام کی اچھی اور پسندیدہ باتوں کو اپنانے اور ان کے احکامات پر عمل کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے، تمام مسلمانوں بلاتفریق مسلک و مشرب اچھا سمجھے اور کم از کم اپنے آپ سے بہتر خیال کرے۔ خصوصاً اہل بیت اطہار، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کو اپنے آپ سے بدرجہا بہتر سمجھے۔

☆ کتاب قرآن کے روحانی نعرے سے قرآن مجید، فرقان حمید کی جامعیت اور اکملیت کے متعلق ہر قسم کے شک و شبہ کی بیخ کنی مقصود ہے۔ اب اہل صوفیہ نوربخشیہ کا یہ عقیدہ رکھنا ہرگز قابل قبول نہیں ہوگا کہ نعوذ باللہ موجودہ قرآن میں کوئی کمی ہے اور یہ کہ اصل قرآن بعد کے زمانے میں کوئی شخصیت لے کر آئے گی۔ ایسا عقیدہ دائرۂ ایمان سے اخراج کا باعث ہوگا۔

☆ کعبہ قبلہ یہ نعرہ بھی واضح ہے لیکن عہد حاضر کے تناظر میں اس کی یہ بھی اہمیت ہے کہ تمام اہل اسلام کی فکری اور روحانی توجہ اور یک جہتی کا سب سے بڑا مرکز اس قبلے کو ہی ہونا چاہیے۔ سیاسی محاذ پر بھی اہل اسلام کو اپنا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ایمان اور اسلام کا اقرار کرنے کے بعد کسی کے لیے لندن، واشنگٹن یا ماسکو کو قبلہ بنانے کی ہرگز گنجائش نہیں رہتی۔

☆ متابعت سنت کا نعرہ بھی انتہائی اہم ہے۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ ہی سنت نبوی کے اصلی اور حقیقی وارث ہیں اور اسی نعرے پر سب کو ناز اور مان ہونا چاہیے۔ فی زمانہ بعض سطحی سوچ رکھنے والے لوگ اس بات کو عجیب خیال کرتے ہیں کہ نوربخشیہ کو اہل سنت کہا جائے۔ حالانکہ اہل صوفیہ ہی حقیقی سنی ہیں جو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر محض ظاہری اعتبار سے عمل پیرا نہیں بلکہ معنوی اور روحانی طور پر بھی اس ورثے کے حقیقی امین ہیں۔ وہ تمام اسرار و رموز جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر اپنے خلیفۂ باطنی حضرت مولائے متقیان علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے، سینہ بہ سینہ کم و بیش سلسلۃ الذہب کے صوفیہ کو منتقل ہوئے ہیں اور جدید زمانے میں اہل صوفیہ نوربخشیہ ہی ان کے حقیقی وارث ہیں۔

☆ محب علیؑ ہونے کا نعرہ بھی بہت پیارا ہے۔ حضرت مولائے متقیان علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق لوگوں میں سے بہت سے لوگ آپ علیہ السلام کی عداوت اور بغض یا آپ کے درجہ و مقام میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ یہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں اور ذی شعور افراد کے لیے اس ذیل میں مزید تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ محبت و مودت علیؑ کے محض زبانی دعوے دار نہیں بلکہ انہوں نے تو خود کو آپ اور آپ

باقی صفحہ نمبر 8 پر

قرآنیات

القرآن

مولوی عبد الحمید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی○ اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی○ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی○ وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی○ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی○

مشکل الفاظ کے معانی:

سَبِّحِ: پاکی بیان کرو (صیغہ امر) خَلَقَ: جس نے پیدا کیا

فَسَوّٰی: پس برابر کر دیا، درست کیا۔ یہ تسویہ سے فعل ماضی کا صیغہ ہے (برابر کیا)۔ قَدَّرَ: مقرر کیا اَلْمَرْعٰی: چارہ، گھاس پھوس

غُثَآءً: سیاہی مائل اَحْوٰی: خشک کر دیا

ترجمہ: ۱) اپنے رب کے نام کی تسبیح کریں جو سب سے بلند ہے۔ ۲) جس نے (کائنات کی ہر چیز کو) پیدا کیا پھر اسے (جملہ تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ) درست توازن دیا۔ ۳) اور جس نے (ہر ہر چیز کے لیے) قانون مقرر کیا پھر اسے اپنے اپنے نظام کے مطابق (رہنے اور چلنے کا) راستہ بتایا۔ ۴) اور جس نے زمین سے چارہ نکالا ۵) پھر اسے سیاہی مائل خشک کر دیا۔ (اعلیٰ آیت نمبر ۱ تا ۵) (ترجمہ عرفان القرآن)

تشریح:

اس سورہ مبارک کا نام الاعلیٰ ہے۔ اس کے آغاز میں حکم ہو رہا ہے کہ اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کرو یعنی یہ کہ وہ ہر عیب، نقص اور ناتوانی سے پاک ہے۔ اس کی ذات قدرت و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ آسمان ماہتاب، فضا کی پہنائیاں، پہاڑوں کی بلندیاں، سمندروں کی بے قراریاں اسی نے پیدا فرمائی ہے۔ وہی ذات ہر چھوٹی بڑی شے کا خالق ہے۔ پھر اگر انسان غور کرے تو کائنات کی جملہ تخلیق کوئی بے ہنگم اور بے جوڑ نہیں بلکہ ہر چیز کو اس نے ایک اندازے اور سلیقے سے پیدا فرمایا ہے۔ اور کائنات کی ہر شے خالق کی کاریگری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ چنانچہ بزرگوں نے کہا ہے۔ فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ. کائنات کی ہر شے کے اندر ایک نشانی ہے جو رب کی وحدانیت پر دلالت کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ہمیں رب کی تخلیق میں بار بار غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورہ الملک آیت نمبر ۱۹ میں یوں حکم ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ

کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر پر پھیلاتے ہوئے اور (کبھی) پر سمیٹے ہوئے نہیں دیکھا انہیں (فضا میں گرنے سے) روک نہیں سکتا سوائے رحمٰن کے (بنائے ہوئے قانون کے)۔

سورۃ النحل میں اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ.

کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو آسمان کی ہوا میں (قانون حرکت و پرواز کے) پابند (ہو کر اڑتے رہتے ہیں) انہیں فضا میں گرنے سے نہیں روک سکتا سوائے اللہ کے۔

سورۃ الغاشیہ آیت ۱۷ تا ۲۰ میں بھی انسان کو رب کائنات نے کائنات کی مختلف تخلیق پر غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ○ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ○ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ○ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ○

کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح (عجیب ساخت پر) بنایا گیا ہے اور آسمان کی طرف (نگاہ نہیں کرتے) کہ وہ کیسے اٹھایا گیا ہے اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ وہ کس طرح (زمین سے ابھار کر) کھڑے کیے گئے ہیں اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح

(گولائی کے باجود) بچھا دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کے ساتھ تسوئی فرما کر یہ سمجھا دیا ہے کہ اس کی تخلیق بے ہنگم اور بے سلیقہ نہیں ہر تخلیق میں نظم ونسق تربیت اور یکسانیت کارفرما ہے۔ ہر نوعِ انسان میں کسی کی وضع اور ترتیب میں فرق نظر نہیں آتا کہیں بھی ایسا ہی دیکھے گا کہ بلی کا جسم بڑھ کر شیر جتنا ہوگیا ہو یا بیل کی طرح گھوڑے کے سر پر سینگ نکل آتے ہوں۔

والذی قدر فھدی اکثر تفاسیر نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے "اور جس نے اندازہ مقرر کیا پھر اسے راہ دکھائی مگر صاحب عرفان القرآن نے اس کا منفرد اور دلنشین ترجمہ یوں کیا ہے۔ اور وہ جس ذات نے ہر ہر چیز کے لیے قانون مقرر کیا ہے اور اسے اپنے اپنے نظام کے مطابق (رہنے اور چلنے کا) راستہ بتایا ہے۔

اللہ نے قدر کے ساتھ فھدیٰ فرما کر ہر چیز کی تخلیق کا مقصد بھی متعین کر دیا ہے اس کی افادیت کا دائرہ کار بھی مقرر کر دیا ہے جو فرائض اس نے انجام دینے ہیں اور جس مقصد کے لیے اسے استعمال کیا جانا ہے سب کا ایک نظام مقرر کر دیا ہے۔ غرض جملہ کلیات و جزئیات کے تمام احوال و کوائف تفصیلاً پہلے ہی طے کر دیے ہیں۔ فھدیٰ فرما کر اپنی ایک خاص مہربانی اور نظام قدرت کی طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ اللہ نے فرائض کا بار گراں لاد کر کسی چیز کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ نہیں دیا بلکہ ان کی بجا آوری کے لیے جن جسمانی، ذہنی اور روحانی قوتوں کی ضرورت تھی اور جو بیرونی اسباب و وسائل درکار ہیں سب کے سب ہر چیز کی حیثیت اور ضرورت کے مطابق فراہم کر دیے گئے ہیں۔ یہ ہدایت کائنات کی ہر چیز کو دی گئی ہے۔

غور فرمایئے:

نباتات پر غور فرمایئے۔ اگر گندم کا بیج اس موسم میں کاشت کیا جائے جو اس کے لیے مقرر ہے تو بیج اگتا ہے اور بڑھ کر پودا بنتا ہے۔ پھر اس کے خوشے کی جیب میں دانوں کے موتی بھر دیے جاتے ہیں۔ اور اگر دوسرے موسم میں کاشت کیا جائے تو اگتا ہی نہیں۔ زمین کتنی ہی زرخیز ہو کتنی بار آبپاشی کی جائے سب کے سب بے سود اور بے اثر۔ انسان کو جس کا ذرہ ذرہ حکمت الٰہی کی جلوہ گاہ ہے اس کی حیوانی زندگی کو برقرار رکھنے والے اعضاء، معدہ، جگر، دل، پھیپھڑے، گردے جسم کے ان گنت مسام اپنے کام میں جتے ہوتے ہیں۔ آپ کے ارادے کا بھی اس میں دخل نہیں انسانی زندگی کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ظاہری حواس کے ساتھ ساتھ باطنی حواس اور ان سے بھی بلند صبر و تحمل اور دماغ عطا فرمایا۔ اور جہاں یہ قوتیں ختم ہو کر گھٹنے ٹیک دیتی ہیں انسانی رہنمائی کے لیے اس وقت بارگاہ الٰہی سے نور نبوت سراپا نور بن کر تشریف لاتا ہے۔ اور شکوک و شبہات کے اندھیرے کو دور کر دیتا ہے۔ حضرت علاؤالدولہ سمنانیؒ نے اپنی تفسیر عین الحیاۃ جو التاویلات النجمیہ کا تکملہ ہے میں سورہ الاعلیٰ میں مذکورہ آیات کی باطنی تفسیر یوں فرمائی ہے:

اللہ نے سب سے پہلے اپنے مبارک نام کے ساتھ تسبیح کا حکم فرمایا تاکہ انسان کی زبان غیبت، جھوٹ، بکواسات، اور چغل خوری جیسے دوسرے عیوب سے پاک ہو جائے اور وہ اللہ کے لیے تسبیح کرنے کا حقدار ٹھہرے اور زبان کے لیے پاکی کا حصول صرف رب کے نام کے ذکر ہی سے ممکن ہے۔ الاسم الاعلیٰ وہ اسم اللہ ہے اور افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ اسی راز کی وجہ سے وہ مشائخ عظام جنہوں نے حق کے راستے کو تحقیق کے ساتھ پہچان لیا وہ سالکین کے لیے طریقت کے استاد حضرت جنید بغدادیؒ کا طبقہ ہے جو طریقت کی وادی میں داخل ہوئے اور تطہیر قلب (دل کی پاکی) کے لیے مجاہدہ کیا تاکہ وہ دل تمام اذکار کا بادشاہ لا الہ الا اللہ کے نزول کے لائق ہو جائے۔

حضرت علاؤالدولہ سمنانیؒ آگے فرماتے ہیں جب تو نے صورت ذکر کے ذریعے تیرے زبان کو پاک کیا اور معانی ذکر کے ذریعے تیری دل کی حقیقت کو پاک کیا تب تجھے رب کی معرفت حاصل ہوگی اور تو نے اللہ کی تسبیح کا حق ادا کیا اور تمہیں یہ علم ہو گیا کہ اللہ نے تجھے ان عناصر اربعہ کے درمیان مناسب ملاپ کے ذریعے پیدا کیا تاکہ وہ روح اضافی کے مسکن کا اہل ہو جائے۔

باقی صفحہ نمبر 21 پر

بقیہ: ہماری شناخت

کے جانشینوں کی درخشاں سیرت کی پیروی کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام سے محبت و مودت رکھنے والے شیعیانِ علی کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں تو اہل صوفیہ ہی حقیقی معنوں میں شیعیانِ علی ہیں بدقسمتی سے آج بہت سے کج فہم خود کو شیعہ کہلانے میں عار محسوس کرتے ہیں جب کہ حقیقی شیعہ ہونا ایک بڑی کامیابی ہے اور حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی نے اپنی عظیم تفسیر 'تفسیر نجم القرآن' میں اہل صوفیہ کو مولا علی کا حقیقی شیعہ بننے کا حکم دیا ہے۔

☆ سلسلۃ الذہب سے وابستگی کا اعلان بھی بڑا اہم ہے۔ اس اعلان کا خصوصی پہلو یہ ہے کہ اہل صوفیہ کی حقیقی تصویر سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے تمام بزرگوں سے خصوصی وابستگی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ محض اوراد و فتحیہ کے بعد ان بزرگوں کے نام کا ورد کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ ان تمام شیوخِ طریقت کی تعلیمات سے مکمل واقفیت اور ان پر عمل بھی حقیقی صوفی بننے کے لیے ضروری ہے۔ ہم اوراد و فتحیہ اور دعائے رقاب کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور دعوات صوفیہ کو حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تالیف جانتے ہیں۔ (اگرچہ ہمدانیات کے کسی محقق نے اس نام سے شاہ ہمدان کی کسی تالیف کا ذکر نہیں کیا ہے۔) لیکن دوسری طرف ہم کیا حضرت شاہ ہمدان سے مکمل عقیدت نہیں رکھیں گے؟ ہم اگر مودۃ القربیٰ کو عزیز رکھتے ہیں تو کیا ذخیرۃ الملوک کو اس لیے مسترد کریں گے کہ اس کتاب میں بعض ایسے نام بار بار آتے ہیں جو بعض لوگوں کو پسند نہیں؟ اگر ہم حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کی بھی مکمل پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا ہم آپ کے ماموں اور مرشد حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی کا انکار کریں گے اور آپ کی عظیم تصانیف 'العروہ لاہل الخلوہ والجلوہ'، 'تفسیر نجم القرآن'، 'مالا بد منہ' سمیت آپ کے سو سے زیادہ کتابیں اور رسائل کو ایک قلم مسترد کر دیں گے؟ اور اگر بالفرض ان کو مانتے ہیں تو کیا حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اور ان کی کتابوں 'تفسیر التاویلات النجمیہ' اور دیگر کو مسترد کریں گے؟ کیا آپ علیٰ ہذا القیاس سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے عظیم مشائخ کی تصنیف کردہ سینکڑوں، ہزاروں کتابوں کو اپنا ماننے اور اپنا بنانے سے انکار کریں گے؟ کیا آپ حضرت معروف کرخی سے لے کر ان کے بعد کے شیوخِ طریقت کے اقوال و فرامین کو نظر انداز کریں گے؟ کیا آپ ائمہ اہل کی پاکیزہ تعلیمات سے پہلو تہی اختیار کریں گے؟ کیا آپ مولائے متقیان علی علیہ السلام کے فرامین اور آثار کے منکر ہو جائیں گے؟ اور سب سے اہم کیا آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک احادیث کا انکار کریں گے کہ ان کے جمع کرنے والے آپ کو پسند نہیں؟ کیا آپ نعوذ باللہ منکرِ قرآن بننا پسند کریں گے؟ اور قرآن پاک کی عظیم صوفیانہ تفاسیر کو اپنا روحانی ورثہ ماننے سے انکار کریں گے؟

یقیناً اہل انصاف ان تمام سوالوں کا جواب 'نہیں' میں دیں گے کیونکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت مولائے متقیان علی کرم اللہ وجہہ، حضرات حسنین علیہم السلام اور جملہ دوازدہ ائمہ کو محض رسمی اور زبانی طور پر نہیں مانتے بلکہ ان کے ارشادات اور فرمودات پر عمل کا بھی خود کو مکلف پاتے ہیں۔

پس یہ بات واضح ہوئی کہ جو لوگ یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ نوربخشی کتابیں محض تین ہیں: فقہ الاحوط، کتاب الاعتقادیہ اور دعوات صوفیہ، تو یہ کم نظری کی دلیل ہے۔ اس طرح تو آپ اہل صوفیہ نوربخشیہ کو اپنے اسلاف کے اس عظیم ورثے سے محروم کریں گے، جس پر علمی دنیا ہمیشہ سے رشک کرتی آئی ہے اور کرتی رہے گی۔

پس اہل صوفیہ نوربخشیہ کا مستقبل اس سے وابستہ ہے کہ نہ صرف مذکورہ تین کتابیں بلکہ حضرت میر سید محمد نوربخش، حضرت میر سید علی ہمدانی، حضرت علاء الدولہ سمنانی، حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اور دیگر تمام بزرگوں کی تمام تصنیفات اور تالیفات پر بھی تحقیق کریں، ان کی اشاعت کا بندوبست کریں اور ان پر عمل کو باعث افتخار جانیں۔ علاوہ بریں اکابرین اسلام نے جو بھی اچھی بات کی یا لکھی اس سے بھی ہمیں استفادہ کرنا چاہیے حتیٰ کہ غیر مسلموں سے بھی اچھی باتیں سیکھنی چاہئیں۔ کیونکہ حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے، سوائے وہ جہاں پائے اس کا زیادہ حقدار ہے۔

☆ مذہب صوفیہ کا روحانی نعرہ سکھا کر حضرت شاہ قاسم فیض بخش علیہ الرحمہ نے مستقبل کے تمام خطرات کی پیش بندی فرمائی۔ ہمارے مذہب کا نام صوفیہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ جو اہل علم تحقیق و جستجو رکھتا ہو وہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی کی 'العروہ' اور دیگر مشائخ سلسلۃ الذہب کی تصنیفات کا بالاستیعاب مطالعہ کرے تو راہِ صواب سے آشنائی حاصل کر سکتا ہے۔ مذہب کے نام کے طور پر لفظ صوفیہ کے ساتھ کوئی اور دم چھلا لگانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم ان سب امور کے نام کو مذہب کے نام کا جزو بنائیں جن پر ہم اعتقاد رکھتے ہیں تو لفظ صوفیہ کے ساتھ رسولیہ، قرآنیہ، امامیہ، سنیہ، حنفیہ، وغیرہ کا اضافہ بھی کرنا پڑے گا جو قطعی غیر ضروری ہے۔ جب کہ مذہب کا نام 'صوفیہ' اس مذہب پر عمل پیرا افراد کے افراط و تفریط سے پاک معتدل روش پر گامزن ہونے اور اسلام کے روحانی ورثے کا امین ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے، اس لیے یہ نام مستحسن ہے۔ البتہ اگر کوئی مومن مسلم یہ کہے کہ میں اپنے لیے لفظ صوفیہ بھی پسند نہیں کرتا اور محض دین اسلام کو ہی اپنی پہچان سمجھتا ہوں تو وہ بھی دائرۂ ایمان سے خارج نہ ہوگا۔

☆ مشرب ہمدانیہ کی اہمیت یہ ہے کہ وہ عظیم ہستی جس نے ہمیں دولتِ اسلام سے مالا مال فرمایا حضرت شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ ہیں۔ ہم ان کے عطا کردہ 'اوراد فتحیہ'، 'دعائے رقاب' اور 'دعائے سیفی' نیز آپ کی کتب اور رسائل کو حرزِ جان و ایمان سمجھتے ہیں، اس لیے اپنے مشرب کو ہمدانیہ کہنے پر فخر کرتے ہیں۔ مشرب پینے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ ہمیں عشق و محبت کا جام حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک سے ہی عطا ہوا ہے اس لیے ہمارا مشرب ہمدانیہ ہے۔

☆ روش نوربخشیہ کی اہمیت یہ ہے کہ ہم بالخصوص اعتقادی امور میں حضرت میر سید محمد نوربخش قہستانی کی افراط و تفریط سے پاک تصانیف 'الفقہ الاحوط' اور

'کتاب الاعتقادیہ' پر عمل پیرا ہیں اور یہ وہ زندۂ جاوید تصانیف ہیں جن پر عمل تمام عالم اسلام کی وحدت کا باعث بن سکتا ہے اور اہل اسلام کو فرقہ پرستی اور تعصب کی لعنت سے نجات دلا سکتا ہے۔ اس لیے ہم محبت اور عقیدت کے ساتھ اپنے آپ کو حضرت غوث المتاخرین کی اس عظیم تحریک سے وابستہ سمجھتے ہیں جسے 'نوربخشیہ' کا نام دیا گیا۔

☆ مرید مرشد کا نعرہ بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ رشد و ہدایت کا ایک باقاعدہ نظام جسے خانقاہی نظام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اہل صوفیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ ہمارے تمام بزرگوں نے 'اہمیت شیخ' پر نہایت زور دیا ہے۔ شیخ کی تربیت کے بغیر کوئی سالک اعلیٰ روحانی احوال و مقامات کو نہیں پا سکتا۔ بلکہ طریقت میں شیخ کی رہبری کے بغیر منزل ملنے کا سوال ہی نہیں ہے، کیونکہ فرمایا گیا ہے کہ جس کا شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے۔ سلسلۃ الذہب کے تمام بزرگوں نے اہمیت شیخ پر خصوصیت سے زور دیا ہے اور حضرت میر نوربخش نے شیخ کا اتباع اس طور سے کرنے کا حکم دیا ہے کہ سالک اپنے آپ کو مردے کی طرح شیخ طریقت کے ہاتھوں میں سونپ دے تاکہ وہ کسی غسال کی مانند اسے جدھر چاہے پھیرے۔ 'مثنوی اسرار الشہود' میں اہمیت شیخ کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے بزرگوں نے ان جعلی شیوخ طریقت سے بھی بچنے کی بھی بارہا تلقین کی ہے جو محض نام کے شیخ اور مرشد ہیں اور دراصل اپنے نفس کے پجاری ہیں۔ ایسے نام نہاد مرشدوں کو راہ سلوک کا راہزن قرار دیا گیا ہے۔ پس نوربخشیہ میں مرشد یا شیخ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے تمام منازل کو طے کرنے والا ہو اور ملکوت، جبروت اور لاہوت کا سیاح ہو اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراحل سے گزر چکا ہو اور اپنے شیخ طریقت سے سالکین کی تربیت اور رشد و ہدایت کے لیے اجازت نامہ اور خرقۂ تصوف پا چکا ہو۔ اگر کوئی شخص محض موروثی طور پر گدی نشین بنا بیٹھا ہو اور رسمی طور پر اپنے آپ کو پیر طریقت کہلاتا ہو، جیسا کہ ملک عزیز میں ہوتا ہے، تو ایسا ڈوگی چنداں مفید نہیں۔ دین کے معنوی حصار کو ایسے نام نہاد مرشد سے استحکام حاصل ہونے کی بجائے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ سالکین کو رشد و ہدایت دینے کا اہل ہونا مرشد کی کم سے کم اہلیت ہے۔ اس موضوع پر تمام بڑے صوفی بزرگوں خاص طور پر حضرت مولانا جلال الدین رومی، حضرت میر سید محمد نوربخش اور حضرت شمس الدین اسیری لاہیجی نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، لیکن ہم یہ بحث آئندہ کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔

پس چہ باید کرد:

ناز ترین حالات و واقعات کے تناظر میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کو مندرجہ بالا امور کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ عہد حاضر کی فرقہ پرستی کی لعنت کے خاتمے کے لیے وہ ایک قابل قبول کردار ادا کر سکیں۔ دنیا بھر میں انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے احیائے تصوف کی ضرورت کا شدت سے احساس کیا جا رہا ہے۔ اور اہل صوفیہ نوربخشیہ کے پاس اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے کافی و شافی علمی و روحانی بنیاد اور اساس موجود ہے۔ ضرورت محض اس بات کی ہے کہ ہم پہلے اپنے آپ کو پہچانیں اور پھر اہل عالم کے سامنے اپنی درست اور حقیقی پہچان اجاگر کرنے کے لیے سعی و کاوش کریں۔ صوفیہ نوربخشیہ کے حقیقی تشخص کو اجاگر کرنے کے لیے سلسلۃ الذہب کے عظیم بزرگوں کی جملہ تصانیف کو منظر عام پر لانا ضروری ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے مسودات کی تلاش، تدوین، ترجمہ، اشاعت اور نشر، نیز ان تمام بزرگوں کے احوال و آثار پر علمی تحقیق کے تحت جامع مقالے مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ نیز رسائل اور پمفلٹ وغیرہ کی صورت میں ان تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی جائے اور اس سلسلے میں جدید الیکٹرانک میڈیا اور انٹرنیٹ سے بھی استفادہ کیا جائے۔ اس موضوع پر مزید گفتگو جاری رہے گی۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ محض سرسری گزرنے کے بجائے ان نکات پر غور و خوض اور گفتگو کریں اور اپنی زریں رائے سے ادارے کو مطلع بھی فرمائیں۔

تہنیت:

عظیم نوربخشی تفسیر قرآن 'التاویلات النجمیہ' یا 'تفسیر نجم القرآن' جو حضرت میر نجم الدین کبریٰ، حضرت شیخ نجم الدین دایہ اور حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی کی مشترکہ تصنیف ہے، بیروت سے شائع ہو کر آ گئی ہے۔ تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کے لیے یہ عظیم مسرت کا موجب ہے۔ اس موقع پر تصوف کے تمام پروانوں کو مبارکباد پیش ہے۔

کراچی سے مولانا اویس قرنی نے نہ صرف نوائے صوفیہ کے لیے خود مضامین تحریر کیے ہیں بلکہ اپنے جملہ شاگردوں سے بھی اچھے مضامین لکھوائے ہیں جو تقریباً سب کے سب قابل اشاعت ہیں، انشاء اللہ باری آنے پر انہیں شائع کیا جائے گا۔ مضامین کے ساتھ ساتھ حوالے بھی درج کیے جائیں تو ان کی اہمیت دو چند ہو جائے گی۔ دیگر علماء سے بھی گزارش ہے کہ وہ مولانا صاحب کی مثال پر عمل کریں۔

سپاس گزاری:

مدیر نوائے صوفیہ ابوالعرفان علامہ محمد بشیر کی علالت کے سلسلے میں غیور اور مخلص نوربخشی عوام نے علاج معالجے کے سلسلے میں جو تعاون کیا ہے اس کے لیے ادارہ جملہ اہل خلوص کا انتہائی شکر گزار ہے۔ علاج ابھی جاری ہے اور تاحیات جاری رہنے کا امکان ہے اور اس کے اخراجات زیادہ ہیں، اس لیے گزارش ہے کہ مخیر اور مخلص احباب اپنا سلسلۂ تعاون جاری رکھیں۔

التماس:

جملہ نوربخشی اہل علم اور اہل قلم سے خصوصی گزارش ہے کہ نوائے صوفیہ کے لیے علمی مضامین اور مقالے ارسال کریں تاکہ رسالہ کا معیار بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے عہدیداروں اور جملہ نوربخشی نوجوانوں سے گزارش ہے کہ رسالے کی زیادہ سے زیادہ تقسیم اور زرتعاون کی ترسیل کو یقینی بنائیں تاکہ رسالے کو بروقت شائع کرنا ممکن ہو سکے۔

ہدیۂ تبریک:

جملہ اہل اسلام بالخصوص اہل صوفیہ نوربخشیہ کو عیدالفطر کی پیشگی مبارک باد پیش ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اہل اسلام کو اپنے درمیان اتحاد و اتفاق، امن و آشتی اور محبت و خلوص کو فروغ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ربانیات

ذکر الٰہی کے آداب و تقاضے اہمیت و فرضیت

مظاہر حسین سرموی، مدرسہ شاہ ہمدان کراچی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک بنیادی شرط بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ. (البقرہ:۱۶۵)

اور ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔

اس آیت کی رو سے اللہ کے ساتھ بے پناہ محبت کا ہونا مومن کے لیے بہت ضروری ہے۔ ورنہ وہ ایمان کی حلاوت اور چاشنی سے محروم رہے گا۔ محبت الٰہی کی بہت سی علامات اور تقاضوں میں سے پہلا تقاضا اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر ہے۔ ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ سے محبت کی پہلی علامت بھی ہے اور پہلی دلیل بھی ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کی محبت کا پتہ چلتا ہے۔ ذکر الٰہی کی مداومت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے تو دوسری طرف محبت کی شہادت بھی فراہم کرتا ہے اور اس کے فروغ اور ترقی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے مختلف مقامات پر بکثرت ذکر کی تلقین فرمائی ہے۔

قرآن میں ذکر الٰہی کی تلقین:

مومنین کی علامات کے باب میں چند آیات درج ذیل ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (آل عمران:۱۹۱)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش (کے بارے) میں غور و فکر کرتے ہیں۔

حضرت ذکریا ؑ کو تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

واذكر رَّبَّک كثيرًا وَّسَبِّح بالعشىِّ وَالْاِبْكَارِ.

ترجمہ: اور اپنے رب کی یاد کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تعریف کرتے رہو۔ (آل عمران:۴۱)

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ بندے سے یوں مخاطب ہے۔

واذكر ربک اذا نسيت. (الکھف:۲۴)

ترجمہ: اور اپنے رب کا ذکر کر جب تو بھول جائے۔

اسی طرح فرمایا گیا۔

واذكر اسم ربک بكرة وّاصيلًا. (الدہر:۲۵)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام صبح و شام لیتے رہو۔

مومنین کو کثرت ذکر کی تلقین یوں کی گئی۔

يا ايها الذين امنوا اذكرو الله ذكرًا كثيرًا وسبّحوه بكرةً وّاصيلًا. (الاحزاب:۴۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی کثرت سے یاد کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کیا کرو۔

فلاح کے لیے کثرت ذکر کو ضروری گردانتے ہوئے فرمایا:

واذكر الله كثيرًا لعلّكم تفلحُوْن. (الجمعہ:۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

احادیث میں ذکر الٰہی کی ترغیب:

حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کو فرمایا:

الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها فى درجاتكم وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخيرلكم من ان تلقوا اعدوكم فتضربوا اعناقكم قالو بلى قال ذكر الله. (راوہ مالک و احمد و ابن ماجہ و الترمذی)

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین اعمال (میں سب سے بہتر عمل) کی خبر نہ دوں جو تمہارے رب کے نزدیک پاکیزہ تر اور تمہارے عملوں میں اس کے نزدیک مقبول تر اور تمہارے درجات کو سب سے بلند کرنے والا اور وہ عمل تمہارے لیے سونا چاندی اللہ کی راہ میں خیرات کرنے سے بھی بہتر ہو اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں کے مقابلے میں (جہاد کے لیے) آؤ۔ پس تم ان کی گردنیں اتارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں (یا رسول اللہ ضرور ایسا عمل بتایئے) تو حضورؐ نے فرمایا: ایسا (عظیم) عمل اللہ کا ذکر ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تمام اعمال صالحہ میں سب سے زیادہ فضیلت والا عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور یہی تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت ہے خواہ وہ مالی ہو یا جانی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر الٰہی کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

اہل بیت

حضرت محمدؐ کی تعظیم و تقدیس

اویس قرنی کوروی، مدرسہ شاہ ہمدان کراچی

یاایھا النبی انا ارسلنک شھداو ومبشر ونذیراo وداعیا الی اللّٰہ باذنہ وسراجامنیراo وبشر المومنین باعن لھم من اللّٰہ فضلا کبیراo ولا نطع الکفرین والمنفقین ودع اذاھم وتوکل علی اللّٰہ وکفی باللّٰہ وکیلا o

اے نبی بے شک ہم نے تم کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اسی کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا بھی اور ہم نے تم کو روشن چراغ بنایا ہے۔ اور مومنوں کو خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہوگا۔ اور کافروں اور منافقوں کو نہ ماننا اور نہ ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کا سہارا کافی ہے۔"

مندرجہ بالا آیات میں رب کے پانچ فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ بخاری میں درج ہے: عطا ابن یسار فرماتے ہیں کہ میں ایک دن عبد اللہ بن عمر بن عاصؓ کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ حضرت محمدؐ کے وہ فضائل بیان فرما دیں جن کا ذکر توریت میں کیا گیا ہے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل عبارت پڑھی۔ ترجمہ: "اے نبیؐ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور عربوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے پیارے بندے ہیں اور رسول بھی میں آپ کو متوکل کا نام عطا کرتا ہوں (یعنی اللہ تعالی پر مکمل اعتماد رکھنے والا) آپ بازاروں میں شور مچانے والے نہیں آپ برائی کا کام برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے بلکہ آپ معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالی آپ کو اس کرہ ارض سے اس وقت تک واپس نہیں بلائے گا جب تک آپ ان گمراہ لوگوں کی اصلاح نہ فرما دیں۔ اور جب تک وہ لوگ یہ تسلیم نہ کریں کہ اللہ تعالی کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔"

اللہ تعالی آپ کے ذریعے اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان کھول دیں گے۔ اور آپ کے ذریعے گمراہ دلوں کو منور کر دیں گے۔ اور اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ ترجمہ: "پس آپ اللہ کی رحمت سے ان کے لیے نرم دل نرم مزاج ہیں اور اگر آپ سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے تو آپ کے گرد و پیش سے ضرور منتشر ہو جاتے۔"

اس آیت کریمہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی شخص کی کوئی صفت اللہ تعالی کی عطا کردہ ہے نہ کہ انسان کی اپنی حاصل کردہ ہمیں یہ چاہیے کہ کسی صفت یا خوبی پر بحث نہ کرے۔ بلکہ نہایت انکساری کے ساتھ اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔

اللہ تعالی نے فرمایا۔ ترجمہ: "اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم لوگ بھی ان پر درود اور بہت بہت سلام بھیجو۔" اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے فرشتے حضرت محمد کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔ تو ہم پر بھی واجب ہے کہ ہر وقت آپ کا ایسا ہی اور اسی انداز میں احترام کرتے رہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رب العزت کو مومن سے بھی محبت ہے اس لیے مومنین کو ایک ایسا اعلی عمل کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں۔ جو خود ذات باری تعالی بھی کرتے ہیں۔ گویا اللہ تعالی اپنے عمل میں مومن کو بھی شریک کر کے مومن کی بھی عزت کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں۔ پس ہم پر لازم ہے کہ جب بھی ہم حضرت محمد کی اسم گرامی سنیں تو اللہ تعالی کی ارشاد گرامی کے مطابق آپ پر درود و سلام بھیجیں۔

آپ کے صحابہ کرام اور آپ پر سلام مندرجہ ذیل طریقہ سے بھیجتے تھے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ یعنی اے نبی آپ پر سلام عرض ہے اور آپ پر اللہ تعالی کی رحمت و برکت نازل ہو۔ جیسا کہ بخاری میں درج ہے حضرت کعب سے مروی ہے کہ

باقی صفحہ نمبر 15 پر

اہل بیت

تسمیہ النبیؐ الحسنؓ والحسینؓ

ناصرہ جان، مدرسہ شاہ ہمدان کراچی

حضورؐ کا اپنے شہزادوں کا نام حسن وحسین رکھنا:

عن علیؓ قال: لما ولد حسن سماہ حمزۃ فلما ولد حسین سماہ باسم عمہ جعفر۔ قال: فدعانی رسول اللہ وقال: انی امرت ان اغیر اسم ھذین۔ فقلت: اللہ و رسولہ اعلم فسماھما حسنا وحسینا۔ ١

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوا تو اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کا نام اس کے چچا کے نام پر جعفر رکھا۔ (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) مجھے نبی اکرمؐ نے بلا کر فرمایا۔ مجھے ان کے یہ نام تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (حضرت علیؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں پس آپؐ نے ان کے نام حسن وحسین رکھے۔

عن سلمانؓ قال: قال النبیؐ: سمیتھما یعنی الحسن والحسین باسم ابنی ھارون شبرا وشبیرا۔ ٢

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ان دونوں یعنی حسن وحسین کے نام ہارون کے بیٹوں شبر اور شبیر کے نام پر رکھے ہیں۔

عن سالمؓ قال: قال رسول اللہ انی سمیت ابنی ھذین حسن و حسین باسماء ابنی ھارون شبر و شبیر۔ ٣

حضرت سالمؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے ان دونوں بیٹوں حسن اور حسین کے نام ہارون کے بیٹوں شبر اور شبیر کے نام پر رکھے ہیں۔

عن عکرمۃ قال: لما ولدت فاطمۃ الحسن بن علی جاءت بہ الی رسول اللہ فسماہ حسنا، فلما ولدت حسینا جاءت بہ الی رسول اللہ فقالت: یا رسول اللہ ھذا احسن من ھذا فشق لہ من اسمہ فسماہ حسینا۔ ٤

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ کے ہاں حسن بن علی کی ولادت ہوئی تو وہ انہیں نبی کریمؐ کی خدمت میں لائیں۔ لہٰذا آپؐ نے ان کا نام حسن رکھا اور جب حسین کی ولادت ہوئی تو انہیں حضور نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں لاکر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (حسین) اس (حسن) سے زیادہ خوبصورت ہے لہٰذا آپؐ نے اس کے نام سے اخذ کر کے اس کا حسین رکھا۔

عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان النبی اشتق اسم حسین من حسن و سمی حسینا یوم سابعھما۔ ٥

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے حسین کا نام حسن سے اخذ کیا اور آپؐ نے دونوں کے نام حسن اور حسین ان کی پیدائش کے ساتویں دن رکھے۔

عن علی بن ابی طالب قال: ولدت فاطمۃ الحسن جاء النبی فقال: ارونی ابنی ماسمیتموہ قال: قلت سمیتہ حربا فقال: بل ھو حسن فلما ولدت الحسین جاء رسول اللہ فقال: ارونی ابنی ماسمیتموہ؟ قال قلت سمیتہ حربا قال: بل ھو حسین ثم لما ولدت الثالث جاء رسول اللہ قال: ارونی ابنی ما سمیتموہ؟ قلت: سمیتہ حربا قال بل ھو محسن ثم قال: انما سمیتھم باسم بل ھو محسن ثم قال: انما سمیتھم باسم ولد ھارون شبر و شبیر و مشبر۔ ٦

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ کہ جب فاطمہ کے ہاں حسنؓ کی ولادت ہوئی تو حضورؐ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ میں نے اس کا نام حرب (یعنی جنگجو) رکھا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں بلکہ وہ حسن ہے پھر جب حسین کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرمؐ تشریف لائے اور فرمایا، مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اور اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: بلکہ وہ حسین ہے پھر جب تیسرا بیٹا ہوا تو نبی کریمؐ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اور اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا اس کا نام حرب رکھا ہے۔ نہیں بلکہ اس کا نام محسن ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے ان کے نام ہارون کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے نام پر رکھے ہیں۔ دعا ہے اللہ ہم سب کو اہل بیت کی محبت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دینیات

بچوں سے شفقت سیرۃ النبیؐ کی روشنی میں

کلرک علی حسن چھوربٹی

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بگڑی ہوئی اولاد کے والدین اس کی ذمہ داری ایک دوسرے پر عائد کرتے، خود کو بری الذمہ سمجھتے ہیں مگر یاد رکھئے اولاد کی تربیت صرف ماں یا محض باپ کی نہیں بلکہ دونوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ قیامت کے دن دونوں سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ "اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس (جہنم) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی ہیں اس پر سخت کڑے طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو حکم ملتے وہی کرتے ہیں۔" (سورۃ التحریم ۶) نبی کریم نے یہ آیات مبارکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے سامنے تلاوت فرمائی وہ یوں عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ہم اپنے اہل وعیال کو آتش جہنم سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور ان چیزوں سے منع کرو جو اللہ کو ناپسند ہو۔ اس طرح حضور اکرم فرماتے کہ "تم سب نگران ہو اور تم میں ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" آدمی اپنے اہل عیال کا نگران ہے اس سے اس کے اہل عیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کا نگران ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ (صحیح بخاری)

نبی کریم کا ارشاد پاک ہے کہ "جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔ آپ بچوں کے ساتھ انتہائی محبت و شفقت والا معاملہ فرماتے اس بات کا اندازہ آپ کی اس حدیث مبارک سے ہوتا ہے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

آپ کے اس ارشاد گرامی سے ہمیں اس بات کا درس ملتا ہے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ ہمیشہ شفقت اور پیار کا معاملہ کریں۔

حضور کی حضرت حسنین کریمین سے شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ یہ دونوں بھائی بچپن میں حالت نماز میں آپ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے ،کبھی دونوں ٹانگوں کے بیچ سے گزرتے رہتے آپ نماز کی حالت میں بھی ان کا خیال فرماتے جب تک وہ کمر سے نہ نیچے اترتے آپ سجدے سے سر مبارک نہیں اٹھاتے بلکہ تسبیح سجدے کو بڑھاتے اور آپ اگر انہیں گود میں لیتے کندھے پر اٹھاتے ان کا پیار سے بوسہ لیتے انہیں سونگھتے اور فرماتے کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوشبو ہو۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں عرض کی اے اللہ کے رسول میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی من جانب رحم نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح حضرت عدو بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول حسنین کو اپنے کندھے پر سوار کیے ہوئے تھے اور یوں دعا کر رہے تھے۔ اللھم انی احبہ فاحبہ یعنی اے اللہ یہ مجھے محبوب ہے آپ بھی اسے اپنا محبوب بنا لیجیے۔ مندرجہ بالا احادیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے ہمارے پیارے نبی بچوں کے ساتھ کتنا پیار شفقت فرماتے تھے اور کیسی تربیت فرماتے تھے۔

اگر ہم اسلامی وقار کے حامل ماحول کے متمنی ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے اولاد کی بھی بدنی تربیت کرنی ہوگی۔ کیونکہ اگر ہم تربیت اولاد کی اس ذمہ داری کو ایک بوجھ سمجھ کر اس سے غفلت برتتے رہے یا جی چراتے رہے اور نسلوں کو خطرناک حالات میں بالکل بے لگام گھوڑے کی طرح آزاد چھوڑ دیا تو نفس اور شیطان انہیں اپنا آلہ کار بنا لیں گے جس کے نتیجے میں نفسانی خواہشات کی آندھیاں

باقی صفحہ نمبر 21 پر

دینیات

شہید کے مختلف معانی اور تصور شہادت

جمیلہ علی محمود، مدرسہ شاہ ہمدان کراچی

شہید کا پہلا معنی اور تصور شہادت:

شہید، شاہد، مشہود اور مشاہدہ یہ تمام الفاظ ''شہود'' مصدر سے مشتق ہیں۔ شہد، شہد، شہودا کے کئی معانی ہیں اس کا ایک معنی حاضر ہونا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ.

ترجمہ: (اے بنی اسرائیل) کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب یعقوب کے پاس موت حاضر ہوئی۔ (وہ قریب الوصال تھے) (البقرہ)

اس آیت مبارکہ میں شھداء کا مصدر شھود حاضر کے معنی میں ہے اس معنی کے اعتبار سے شہید وہ ہوا جو حاضر و موجود ہو۔ اسی طرح دعائے جنازہ میں ہم پڑھتے ہیں۔

اللّٰهم اغفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا.

ترجمہ: 'اے اللہ! ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردوں کو بخش دے اور ہمارے حاضروں کو بھی بخش دے اور غائبوں کو بھی۔' یہاں بھی مشاہدہ بمعنی حاضر کے ہیں اور وہ مقامات جہاں حجاج کرام مناسک حج کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے ہیں انھیں 'مشاہد الحج' کہتے ہیں اسی طرح وہ میدان جہاں لوگ حاضر ہوں 'مشاہد' کہلاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہید کہاں حاضر ہوتا ہے؟ جس کی مناسبت سے اس کی موت شہادت کہلاتی ہے اور یہاں معنی تصور شہادت کیا ہے؟ احادیث مبارکہ میں شہید کی موت میں حاضری کی دو جہتیں بیان کی گئی ہیں۔

حاضری کی پہلی جہت:

حاضری کی ایک جہت یہ بیان ہوئی کہ جب انسان شہید ہوتا ہے اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتی ہے تو اسی وقت اس کو براہ راست اللہ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن عمرو بن حرام احد کے دن شہید ہوئے تو رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

یا جابر الا اخبرک ما قال اللہ عزوجل لابیک قلت بلی قال ماکلم اللہ احدا الا من وراء حجاب وکلم اباک کفاحا فقال: یا عبدی تمن علی اعطک قال: یارب تحیینی فاقتل فیک ثانیۃ قال: انہ سبق منی انھم الیھا لا یرجعون۔ قال یا رب فابلغ من ورائی فانزل اللہ عزوجل ھذہ الایۃ ولا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتا الایۃ کلھا۔ (سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد)

ترجمہ: اے جابر! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہارے باپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ میں نے عرض کیا ''جی ہاں''۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بغیر حجاب کے کسی سے کلام نہیں فرمایا لیکن تمہارے باپ سے بغیر حجاب کے کلام فرمایا اور فرمایا: اے میرے بندے مجھ سے کچھ مانگ کہ میں تجھ کو عطا کروں۔ تیرے باپ نے عرض کیا اے میرے رب! میں تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ تو ہم پہلے ہی طے کر چکے ہیں کہ یہاں آنے کے بعد دنیا میں واپسی نہ ہوگی۔ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میری جانب سے لوگوں کو میرا پیغام پہنچا دیجیے۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں مردہ خیال نہ کرو۔

مذکورہ احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ احد میں حضرت عبد اللہ کو شہادت پاتے ہی اللہ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا گیا تھا اور انہوں نے بلا حجاب اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اللہ کی بارگاہ میں بوقت موت روح کا براہ راست حاضر ہونا یہ سعادت فقط شہید کو نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ روح کے ہزاروں پردے ہوتے ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں تو در کنار عرش معلیٰ تک پہنچنے میں بھی حائل ہوتے ہیں۔ یہ پردے

بندے کے اپنے دنیاوی اعمال، معاملات اور احوال کے ہوتے ہیں۔ لیکن شہادت کی موت ایک ایسا عمل ہے کہ اس دروازے سے گزرتے ہی سارے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں۔ سارے حجابات ختم کئے جاتے ہیں۔ بندہ اپنے سابقہ اعمال کی بناء پر اس لائق نہ تھا کہ اس کو بارگاہ خداوندی میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی لیکن شہادت کی موت نے اسے اس قابل بنادیا کہ وہ لمحہ بھر میں ہی دوریوں کو نزدیکیوں میں تبدیل کر کے بارگاہ خداوندی میں پیش ہو جائے۔ چونکہ شہید کی روح وقت شہادت اللہ کی بارگاہ میں حاضر کر دی جاتی ہے اس وجہ سے اسے شہید کہا جاتا ہے۔ یعنی روحانی طور پر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جانے والا اسی طرح شہادت کا مفہوم ہوا ''وہ موت جو بلا حجاب بندے کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کر دے۔''

حاضری کی دوسری جہت:

حاضری کی دوسری جہت حدیث پاک میں یہ بیان ہوئی ہے کہ جب شہید کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے لگتی ہے تو ہزارہا ملائکہ کو اس کے پاس حاضر کر دیا جاتا ہے جن کے سامنے بڑی شان کے ساتھ شہید کی روح قبض کر کے بارگاہ خداوندی میں پیش کر دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت جابر سے مروی ہے کہ جب (جنگ احد کے دن) میرے والد کی لاش آنحضرت کے سامنے اس حال میں لائی گئی کہ کافروں نے ان کا مثلہ کر ڈالا تھا۔ جب جنازہ آپؐ کے سامنے تھا تو گھڑی گھڑی کفن کھول کر ان کا دیدار کرتا تھا جس پر لوگوں نے مجھے منع کیا اتنے میں حضورؐ نے ایک عورت کی چیخ و پکار سنی۔ تفتیش حال پر پتہ چلا کہ عبد اللہ کی بہن یا پھوپھی ہے۔ آنحضرت نے انہیں یوں منع فرمایا ''تو مت رو اس (عبد اللہ) پر تو فرشتے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔

گویا شہید کی موت ''مشہود بالملائکہ'' ہوتی ہے لہذا اسے شہید اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی موت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ ہمارے شہیدوں کو بھی ایسے ہی شہید کی موت عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: حضرت محمدؐ کی تعظیم و تقدیس

ایک دن ایک شخص حضرت محمدؐ سے پوچھا اے پیارے نبیؐ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟' آپ نے فرمایا۔ اللھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وال محمد کمابارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمیدٌ مجید۔

جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے دعا کی وجعلنی لسانی صدیق فی الاخرین. پروردگار میرے بعد والے لوگوں کو بھی صدق دل سے میرا نام زبان پر رکھنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ صحابی رسولؐ حضرت حسن بن ثابتؓ نے فرمایا: واحسن منک لم ترقط عینی. آپ جیسا خوبصورت میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا نہیں۔ واجمل منک لم تلد النساء اور آپؐ جیسا خوبصورت آج تک کسی عورت نے جنا نہیں۔ خلقت مبرامن کل عیب آپ کو تمام عیب سے پاک کر کے پیدا کیا گیا ہے۔ کانک قد خلقت کما تنشاء جیسے آپ کی چاہت تھی ویسا پیدا کیا گیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انک علی خلق عظیم اس طرح آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ حضرت آدمؑ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ولقد عھدنا من قبل الی آدم فنسی ہم نے آدمؑ سے وعدہ لیا تو وہ بھول گئے۔ آپؐ کے بارے میں فرماتے ہیں سنقرءک فلا تنسی ہم نے جو بھی اپنے حبیب کو حکم کیے تو آپ کبھی نہ بھولے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم دعا کرتے ہیں واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام پروردگار مجھے اور میرے اولاد کو بتوں کی پوجا اور نجاست سے پاک رکھ۔

آپؐ کو بغیر دعا کے فرماتے ہیں الم نشرح لک صدرک. اے میرے حبیبؐ ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا اور فرمایا ورفعنا لک ذکرک. ہم نے آپ کے مانگنے کے بغیر آپ کا ذکر (نام) عام کر دیا۔ دعا ہے اللہ ہم سب کو آپ کی تعظیم کرنے اور سیرت پر چلنے کی توفیق دے۔

نوربخشیات

مرات التائبین

از: امیر کبیر سید علی ھمدانیؒ
ترتیب: ضامن علی کھرکوی، کراچی

مرات التائبین سے چند اقتباسات:

زندگی گراں بہا موتی:

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ زندگی کی قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے عزیز کسی عقلمند آدمی کے پاس ایک بیش قیمت موتی ہے اسے معلوم ہے کہ اس کی قیمت زندگی بھر کی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ لہذا وہ اس کی حفاظت اور دیکھ بھال میں ہر وقت مستعد و چوکنا رہتا ہے۔ اگر اتفاقاً وہ موتی ضائع ہو جائے تو یقیناً وہ شخص اس بات سے غمگین اور پریشان ہو جائے گا اگر اسے یہ بھی علم ہو کہ موتی کا ضیاع اس کی اپنی زندگی کی ہلاکت کا موجب بھی بن جائے گی۔ مثلاً وہ موتی کسی ظالم بادشاہ کی امانت ہو تو یقیناً اسے اور بھی افسوس اور غم ہوگا۔ اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ آدمی کی عمر کا ہر ہر لمحہ ایک موتی ہے جن کی کوئی قیمت نہیں وہ اس موتی کی بدولت سعادت ابدی اور بادشاہی سرمدی حاصل کر سکتا ہے اور اس کے ذریعے دردناک عذاب اور نہ ختم ہونے والے نقصانات سے نجات پا سکتا ہے۔ مگر افسوس اس سے زیادہ عمدہ اور گراں قدر چیز دنیا میں کوئی نہیں جس کو یونہی ضائع ہوتے دیکھتے ہوئے بھی آدمی کو فکر و غم اور افسوس و ندامت نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام لوگ خواب غفلت میں مدہوش ہوتے ہیں اور موتی (عمر عزیز) ضائع ہوتا رہتا ہے۔

بدبختوں کا ایمان:

انسان کو خوب غفلت سے بیدار کرنے اور خود غم کے بھیانک جال میں پھنسنے سے بچانے کے لیے ایک خوبصورت اور دلنشین مثال کا سہارا لیتے ہوئے فرماتے ہیں: بدبخت غافل لوگ جو تقدیر کا بہانہ بناتے ہیں اور مخالفت کے خطرناک میدان میں خواہشات کا گھوڑا دوڑاتے رہتے ہیں اپنے ایمان کو اکابر دین اور صدیقین کے ایمان کے برابر سمجھتے ہیں حالانکہ ان کا ایمان اس کدو کے بیل کی مانند ہے جو صنوبر کے درخت پر چڑھ کر اس کے شاخوں سے لپٹ جاتی اور وہ کہتی ہے کہ میں بھی تم جیسا درخت ہوں بلکہ قوت اور تیزی میں تم سے بڑھ کر ہوں کیونکہ تم برسوں کے بعد اتنی بڑھی ہو جبکہ میں چند دنوں میں تم سے بھی بڑی ہو گئی ہوں اور تمہاری تمام شاخوں کو باندھ کر رکھ دیا ہے۔ اس کے جواب میں صنوبر کا درخت کہتا ہے کہ بہت خوب ابھی باد خزاں چلنے دو وہ تمہاری اصل اور فرع توڑ پھوڑ کر رکھ دے گی۔ اور خس و خاشاک کی مانند تمہیں بکھیر دے گی۔ اس وقت تم اپنی چالاکی اور تیزی کو جان لوگی اور اپنے غرور و نخوت کا مشاہدہ کر لوگی اور میرے ساتھ مل جل کر رہنے کا فائدہ دیکھ لوگی۔

اے عزیز! گناہ کا ایمان میں سرایت کر جانا ایسا ہے جیسا کہ مضر غذا کھانے سے کسی جسم میں مہلک امراض کے مادے جمع ہوتے ہیں آدمی انہیں شوق سے کھاتے رہتے ہیں مگر اس کے انجام سے بے خبر رہتے ہیں یہاں تک کہ طبیعت بالکل بگڑ جاتی ہے اور بیمار ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں یہ گناہ پر اصرار کرنے والوں کی مثال ہے۔

توبہ کی اہمیت:

توبہ کی اہمیت کے بارے میں ایک اثر انگیز مثال کا حوالہ دیتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔ رسول اللہ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ مومن سے اس بندے کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری کو کسی خطرناک جگہ پر باندھ دیتا ہے جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہے وہ شخص اپنا سر زمین پر رکھ کر سو جاتا ہے جب بیدار ہوتا ہے تو سواری غائب ہو جاتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 21 پر

عملیات و عبادات

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال

غلام محمد شاہین

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد خداوندی ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ الخ ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے اس طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ترجمہ: "روزہ میرے (اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے) لیے ہے اور میں (اللہ تعالیٰ) ہی اس کا صلہ دیتا ہوں۔"

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ الخ۔ ترجمہ: "رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے سراپا رہنما ہے۔"

فرمانِ نبویؐ ہے۔

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَاُغْلِقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ۔

ترجمہ: "جب رمضان المبارک (کا بابرکت مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔"

لِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوۃٌ وَزَکٰوۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ۔

ترجمہ: "ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔"

متذکرہ بالا ارشادات مبارکہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے صاف واضح ہے کہ اہل ایمان کے لیے رمضان المبارک کا مہینہ کتنا بابرکت، اہمیت کا حامل اور فیوض ثواب سے مالا مال ہے۔ اس مہینے کی مناسبت سے ہمیں اپنی موجودہ زندگی جو ہمیں اس وقت نصیب ہو رہی ہے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی ضرورت ہے تا کہ اپنی دنیوی اور اُخروی دونوں زندگیوں میں کامیاب و کامران ہو جائیں۔

واجب روزے:

واجب روزے چھ ہیں ۔1): ماہِ رمضان المبارک کے روزے۔ 2): قضائے رمضان کے روزے۔ 3): نذر کے روزے۔ 4): کفارات کے روزے۔ 5): اعتکاف کے روزے۔ 6): حج تمتع کی قربانی کے عوض کے روزے۔

پورے مہینے کے روزے:

ماہ رمضان کے چاند نظر آنے سے رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے۔ اس مہینے میں بغیر کسی شرعی عذر کے پورے مہینے کے روزے رکھے اور حتی الامکان پاکی کے ساتھ ورد زبان بھی کرتا رہے۔

پورے ماہ کی نیت:

ماہِ رمضان المبارک کی پورے ماہ کے لیے ایک ہی نیت یوں کی جائے۔ اَصُوْمُ غَدًا مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَدَآءً لِّوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ o

ہر شب کی نیت:

ہر شب کو یوں نیت کی جائے۔ اَصُوْمُ غَدًا مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَدَآءً لِّوُجُوْبِہٖ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ o

نماز تراویح:

ماہِ رمضان المبارک کی ہر شب کو نوافل میں سب سے زیادہ شہرت کی حامل بیس رکعات نماز تراویح ادا کی جائے۔ جماعت کے ساتھ اس کی ادائیگی بہتر ہے۔ نیت: اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ التَّرَاوِیْحِ بِالْجَمَاعَۃِ رَکْعَتَیْنِ قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ o ہر ہر پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۂ تکاثر، دوسری رکعت میں سورۂ عصر، تیسری میں سورۂ ہمزہ، چوتھی میں سورۂ فیل، پانچویں میں سورۂ قریش، چھٹی میں سورۂ ماعون، ساتویں میں سورۂ کوثر، آٹھویں میں سورۂ کافرون، نویں میں سورۂ نصر اور دسویں میں سورۂ تبت پڑھی جائے۔ اور ہر ہر دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ تراویح کے بعد نماز وتر پڑھی جائے۔

رمضان کی دعائیں:

یکم رمضان سے تیسوں رمضان تک ہر دن کی مخصوص دعا ہے اوران کے پڑھنے کا بے تحاشہ فیوض وثواب ہے۔ اہل ایمان کوان دعاؤں کا ہر روز ورد کرنا چاہیے۔ ہر ہر دعا کا آغاز بسم اللہ سے کیا جائے اور آخر میں درود شریف پڑھی جائے۔ دعاؤں کے پڑھنے اوران کے فیض یابی اور ثواب سے فیاضی کے لیے دعواتِ صوفیہ کا مطالعہ کیا جائے۔

دعائے افطار:

دعواتِ صوفیہ کے مطابق جناب امیرالمومنین آدم الاولیاء، جانشین رسول حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ افطار کے وقت یوں دعا پڑھی جائے۔ پہلے درود شریف پڑھی جائے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ٥ اہل تصوف کو چاہیے کہ روزہ افطاری سے پہلے یہ دعا ضرور پڑھی جائے اوراس ماہ خصوصی میں اپنے نیک اعمال میں اضافہ کرتا جائے اور یہی ہمارے بزرگوں کا شیوہ بھی رہا ہے۔

دیکھنے میں یہ چھوٹی سی دعا ہے مگر روحانی فیوض و برکات سے ایسی ساری دعائیں بھری پڑی ہیں۔ ہماری ہر ہر حرکات وسکنات کے لیے تصوف کے بزرگوں نے دعائیں تجویز کی ہیں۔ ہمیں چاہیے کی ان دعاؤں کو پڑھ کران سے استفادہ حاصل کریں اور عملی طور پران کی تعلیمات پرعمل پیرا ہو جائیں۔

افطار کی چیز:

افطاری کے موقع پر برکت میں اضافہ اور ثواب کے لیے کسی میٹھی چیز (مثلاً کھجور) سے روزہ کھولا جائے، اگر یہ دستیاب نہ ہوتو پانی سے روزہ کھولا جائے۔

مغرب کی نماز:

ماہِ رمضان المبارک میں روزہ کھول کر مغرب کی نماز پڑھی جائے۔

ایک خصوصی نماز:

دعواتِ صوفیہ کے مطابق ہر شب رمضان کو دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص تین بار پڑھی جائے۔ نیت۔ اُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ٥ خواتین مُسْتَقْبِلَةً پڑھیں۔

تین رمضان کا عمل:

رمضان المبارک کی تین تاریخ کو دو رکعت نماز زیارت فاطمہ زہرا علیہا السلام پڑھی جائے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر سو بار اور دوسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سو بار پڑھیں۔ نیت: اُصَلِّیْ صَلٰوةَ زِيَارَةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ٥

پندرہ رمضان کا عمل:

رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ کو ایک سلام پر چار رکعت نماز زیارت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بجاآوری کی جائے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ زلزلہ، دوسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ عادیات، تیسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ نصر اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھیں۔

اکیسویں رمضان کا عمل:

ماہ بابرکت رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ کو صبح اوراد تحیہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی نماز زیارت چار رکعت دو سلام پر پڑھی جائے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھیں۔ نیت: اُصَلِّیْ صَلٰوةَ زِيَارَةِ الْمُرْتَضٰى عَلِيٍّ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ٥

ستائیسویں رمضان/شب قدر کا عمل:

ماہِ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سو رکعت نماز پچاس سلام کے ساتھ پڑھیں۔ اس رات کو شب بیداری کریں۔ ہر ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر تین بار اور سورۂ اخلاص دس بار پڑھیں۔ نیت: اُصَلِّیْ صَلٰوةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ٥

جمعۃ الوداع کا عمل:

ماہِ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن سنت جمعہ سے پہلے ایک ہی سلام پر چار رکعت نماز نفل پڑھی جائے۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص پندرہ بار پڑھیں۔نیت: اُصَلِّیْ صَلٰوةَ النَّفْلِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَكْفِيْرًا لِقَضَآءِ الَّتِیْ فَاتَتْ عَنِّیْ فِیْ جَمِیْعِ عُمْرِیْ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ٥

آخری افطار:

دعوات صوفیہ کی رُو سے اس آیت شریفہ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا.... الْاَمْرُ جَمِیْعًا٥ اور نقش (دعوات صوفیہ میں موجود ہے) جمعۃ الوداع کے روز نماز جمعہ کے بعد یا دونوں خطبوں کے درمیان ایک کٹورے پر لکھا جائے اور روزہ دار عید کے دن نہا دھو کر اُسی کے پانی سے افطار کرنا بہت ثواب ہے۔

قرآن کی تلاوت:

باقی مہینوں کی بہ نسبت ماہِ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنا چاہئے۔

اعتکاف نشینی:

ماہِ رمضان المبارک کے مہینے میں اعتکاف رکھنا بالعموم اور آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا بالخصوص زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی:

گھرانے کے سربراہ کے ذمے عید الفطر کی نماز کی بجا آوری سے پہلے فطرہ کی ادائیگی واجب ہے۔

عید الفطر کی نماز:

یکم شوال کے دن ایک نیزے کے اندازے کے برابر سورج کے چڑھنے سے لے کر زوال تک عید الفطر کی نماز کی بجا آوری کی جا سکتی ہے۔جو دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ نماز کے بعد عید الفطر کا خطبہ بھی سننا چاہیے۔عید الفطر کی نماز کی بجا آوری کے لیے غسل کرنا، ناپسندیدہ بُو کو بدن اور کپڑوں سے ختم کرنا، صفائی کرنا، خوشبو لگانا، صاف ترین اور عمدہ ترین کپڑا پہننا، انتہائی سکون اور وقار کے ساتھ چلنا اور عید کے لیے میدان میں نکلنا، عید کی نماز سے پہلے کچھ کھا لینا سنت نبویؐ اور باعث ثواب ہے

باجماعت نماز کی بجا آوری:

ماہِ رمضان المبارک کے دوران پنج وقت کی باجماعت نماز کی بجا آوری اور اوراد کا پڑھنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

ورد کا جاری رکھنا:

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں سنن راتبہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اوقات خمسہ کے تسبیحات، دنوں کے وظیفے، حاجت براری کے ورد، دفع بلیات و فراخی رزق کا ورد و دیگر اوقات کے دعاؤں کو ہر وقت وردِ زبان رکھنا چاہیے۔یہ تمام افعال مومن کے دل کو شیطان اور شیطان کے وسوسوں سے پاک صاف کر کے مالک حقیقی سے دل لگاؤ پیدا کرتا ہے اور ہمارے اعمال میں اضافے کا موجب بنتا ہے۔

قارئین کرام! یہ سب دعائیں، عملیات اور ورد و وظائف جو ہم روزانہ مختلف مواقعوں پہ ہماری کتابوں میں دیکھتے اور علماء کرام سے سنتے بھی آرہے ہیں۔یہ دعائیں اور عملیات دیکھنے میں بہت چھوٹی، سہل اور عام ہیں مگر ان کے فیوض و ثواب اور اجر اللہ جل شانہ نے بے بہا مقرر رکھی گئی ہیں جن کا ہم ظاہرا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ مذہب حقہ سلسلہ تصوف کے بزرگان انہی دعاؤں اور اعمال پہ عمل پیرا رہنے کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انُھیں اُونچا مقام عطا فرمایا ہے۔ہم تصوف کے انہی بزرگوں کے حقیقی وارث اور نقش قدم پہ چلنے والے ہیں۔ضرورت اِس امر کی ہے کہ اس ماہ مبارک رمضان کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے ہم بھی متذکرہ دعاؤں، ورد و وظائف اور عملیات پر حقیقی معنوں میں عمل کر کے انہی بزرگوں کے ماننے والے اور دعویدار ہونے کا بھرپور ثبوت دیں اور اپنی قیمتی دنیوی زندگی کو یوں ہی بیکار گنوانے کی بجائے ماہِ صیام کے بابرکت مہینے میں موجود بیش بہا فیوض و ثواب کو سمیٹ کر اپنے لیے قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بنائیں۔

(حوالہ جات: الفقہ الاحوط، دعوات صوفیہ)

عملیات و عبادات

روزہ کا بیان الفقہ الاحوط کی روشنی میں

شیخ نثار علی کوروی

ارشاد خداوندی ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

اے ایمان والو! تم پر گنے گئے چند دنوں کے روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

روزے کی قسمیں:

پسندیدہ روزے کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ واجبی روزہ ۲۔ مسنون روزہ

روزے کی تعریف:

مفطرات سے باز رہنے کا نام روزہ ہیں مفطرات یہ ہیں: کھانا پینا اور وہ افعال جو ان کے حکم میں ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز جس کو حلق تک پہنچایا جائے۔ (الفقہ الاحوط)

روزے کے موجبات:

وہ اسباب جو روزہ کو واجب کر دیتے ہیں۔ روزہ کے موجبات یہ ہیں۔ بالغ ہونا، صاحب عقل ہونا، مسلمان ہونا، ماہ رمضان کے چاند دیکھنے کا پوری طرح علم ہونا، معلوماتی صورت یا تو چاند کے دیکھنے سے یا ایک عادل آدمی کی گواہی دینے سے یا ماہ شعبان کے تیس دن مکمل کرنے سے یا غروب آفتاب کے وقت سورج اور چاند کے درمیان بارہ یا اس سے زائد درجے کے فاصلے کی پہچان کرنے سے حاصل ہوجاتی ہے، حیض اور نفاس سے پاک ہونا روزے کے درست ہونے کے لیے شرط ہے۔

روزہ کے واجبات:

نیت کرنا، پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک تمام مفطرات سے باز رہنا، مناسب ہے کہ نیت ان الفاظ میں کی جائے۔

اَصُوْمُ غَدًا مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللّٰہِ.

روزے کے مکروہ افعال:

روزہ دار کے حق میں یہ افعال مکروہ ہیں۔ پو پھٹ جائے اور روزہ دار جنابت کی حالت پر رہے، جامد چیز سے حقنہ کرنا، یہ کہ روزہ دار کان اور ناک میں تیل یا دواؤں میں سے کوئی چیز ڈالیں باوجود یہ چیزیں حلق سے پار نہیں کرجائیں، بچے کی خاطر کسی کھانے کو چبانا، نامحرم سے دل لگی کرنا، ایسی چیز کا سرمہ لگانا جس میں کستوری یا کوئی اثر کن چیز موجود ہو، بدن سے خون نکالنا۔

کفارہ کی ادائیگی کا مسئلہ:

کفارہ کی صورتیں یہ ہیں کہ ایک غلام کا آزاد کرنا یا لگاتار دو مہینوں کے روزہ رکھنا روزے رکھنے کی صورت میں کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اگر روزہ توڑے تو ازسرنو روزے کا بجالانا واجب ہے۔ یا کفارہ کے طور پر ساٹھ (60) مسکینوں کو اس طرح سے کھانا کھلائے کہ ہر ایک مسکین کو ایک مد کی مقدار کا کھانا ملے۔ مد کی مقدار ۴/۳ ۱ رطل ہے۔ ایک رطل کا وزن ایک سو تیس (130) روپوں کا ہوتا ہے۔

مسنون افعال:

رمضان کے مہینے میں مسنون افعال یہ ہیں۔ سحری کھانا، غروب آفتاب کے یقین ہوجانے کے بعد افطار کرنے میں جلدی کرنا، بادل چھاجانے اور پہاڑوں سے ڈھکے ہوئے آفاق والے مقامات میں افطار میں تاخیر سے کام لینا، کھجور یا پانی سے افطار کرنا، افطار کرتے وقت اس دعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ...

بوڑھوں کا مسئلہ:

روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھنے والے انتہائی کمزور بوڑھے شخص کو چاہیے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر ایک دن کے عوض میں ایک

مد کی مقدار کا کھانا صدقہ کرے بشرطیکہ وہ تو نگر شخص ہو۔ اگر وہ تنگدست شخص ہو تو اس کی تنگدستی کے عرصے میں کوئی مد لازم نہیں۔

بیمار کا مسئلہ:

بیمار شخص کی بیماری اگر پرانی ہو یا رطوبت بڑھنے اور سردی کے اثر انداز ہونے سے ہو مریض آدمی جوانوں میں سے نہ ہو، ٹھنڈے وقت یا سرد جگہ میں ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو ایسی صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کا مسئلہ:

اگر حاملہ عورت کو پیٹ کے بچے کا اور دودھ پلانے والی عورت کو شیر خوار بچے کا خطرہ لاحق ہو تو ان دونوں کے لیے روزہ افطار کرنا اور خطرے کی مدت گزر جانے تک روزہ کو موخر کرنا جائز ہے۔

حیض اور نفاس والی عورتوں کا مسئلہ:

حیض اور نفاس والی عورتوں کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ ایسی عورتیں جب پاک ہو جائیں تو ان کے ذمہ روزہ کی قضا بجالانا واجب ہے۔ (الفقہ الاحوط)

بقیہ: القرآن

خلاصہ گفتگو:

آیات مذکورہ میں اللہ نے سب سے پہلے اپنی تسبیح کرنے کا حکم دیا کہ انہی تخلیقات اور ان کے لیے ہدایت کا ذکر فرمایا کیونکہ مخلوقات میں غور و فکر رب کی معرفت کا ذریعہ ہے بلکہ مخلوق کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ رب کائنات کی اپنی ذات کی پہچان کرائی جائے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے: کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق میں اللہ ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میری پہچان کرائی جائے مجھے پہچانا جائے پس میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا مگر صرف مخلوقات میں غور کرنے سے رب کی معرفت نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں سائنسدان اور مفکرین غور و فکر کر کے نت نئی ایجادات اور حقائق دریافت کر رہے ہیں مگر انہیں رب کی معرفت نصیب نہیں ہوتی لہذا رب کی معرفت کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے یعنی اس ذات پر ایمان لایا جائے پھر کائنات میں غور و فکر کرے تو اس کی یہ فکر اسے رب کی معرفت عطا کر دے گی۔ اور دولت ایمان سے نواز ے گی۔

بقیہ: بچوں سے شفقت سیرۃ النبیؐ کی روشنی میں

انہیں صحرائے عصیاں میں سرگرداں رکھیں گی اور عمر عزیز کے چار دن آخرت بنانے کے بجائے صرف دنیا جمع کرنے میں صرف کر دیں گے اور یوں گناہوں کا انبار لے کر وادی موت کے کنارہ پہنچ جائیں گے۔ جس کی ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوگی کیونکہ ماں باپ نے انہیں اچھے برے کی تمیز نہیں سکھائی۔

رحمت الٰہی شامل حال ہوئی تو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے۔ وگرنہ دنیا سے کف افسوس ملتے ہوئے نکلیں گے اور قبر کے گڑھے میں چلے جائیں گے۔ سوچئے تو سہی جب بچوں کی مذہبی تربیت نہیں ہوگی وہ معاشرے کا بگاڑ دور کرنے کے لیے کیا کردار ادا کر سکیں گے۔ جو خود جہالت کے اندھیرے میں ڈوب رہا ہو وہ دوسروں کو کیا بچائے گا۔ جو کہ پستی کی طرف محو سفر ہو وہ دوسروں کو بلندی کا راستہ کیونکر دکھائے گا۔ میری اپنے بھائیوں او رماں بہنوں سے درخواست ہے کہ آپ تمام اپنے بچوں کی نیک اور اچھی تربیت کریں۔ انہیں برائیوں اور بری صحبت سے روک کر اچھے تعلیم اور تربیت دیں۔ بچپن سے نماز روزے اور قرآن کی تعلیم دیں۔ تا کہ کل یہی بچہ جوان ہو کر دین کی خدمت کر سکے۔ پیارے نبی کریم کے طریقے پر چل سکے اور ماں باپ کی خدمت کر سکے۔

بقیہ: مراث التائبین

وہ بہت تلاش کرتا ہے مگر بے سود یہاں تک کہ اس پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے اور ناامیدی کی حالت میں اللہ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے اس جگہ دوبارہ پہنچا دے جہاں میں پہلے تھا تا کہ میں اپنی موت تک سو رہوں۔ پس وہ اپنا سر بازو پر رکھ لیتا ہے تا کہ وہ آسانی سے مر جائے مگر تھوڑی دیر بعد بیدار ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے جس پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہے اور اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے مومن سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا آدمی ایسی حالت میں اپنا سامان او رسواری پا کر خوش ہوتا ہے۔

عملیات و عبادات

ایمان کے بنیادی درجات

ابن رستم علی

قرآن و حدیث کا بغور مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوگا کہ حقیقی ایمان یقین کامل اور محبت کامل کے مجموعے کا نام ہے۔ اور اس مجموعے کو مزید گہرائی میں جا کر سمجھنے سے معلوم ہوگا کہ ایمان جس کی بنیاد یقین ہے۔ اور اس یقین کو سمجھنے کے لیے ایمان کے ان درجات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

۱۔علم　۲۔عرفان　۳۔ایقان

۱۔ایمان کا پہلا درجہ اصطلاحاً ایمان بالغیب یا علم (جاننا) کہلاتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْ مِنُوْنَ بِالْغَیْبِ. (البقرہ)

ترجمہ: وہ لوگ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔

(بن دیکھے ایمان لانے) پر بحث کرتے ہوئے ہم نے (یقین کامل اور محبت کامل) کو اپنے ذہن میں ضرور نمایاں رکھنا ہے۔ تاکہ حقیقی ایمان کے مجموعے کو ہم اپنی بحث میں تسلسل کے ساتھ سمجھ سکیں۔ جو لوگ بن دیکھے ایمان محض اس بنا پر لاتے ہیں کہ ان تک یہ بات اس ہستی کے ذریعے پہنچی ہے جس نے (اللہ وحدہ لاشریک) کی حقیقت کو بے نقاب دیکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ کو وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ جہاں سے آپؐ نے خود خدا کی ذات والا صفات کا مشاہدہ کیا۔ لہٰذہ ایمان کا اولین تقاضا یہ ہوا کہ بن دیکھے خدا کو صرف اور صرف اس بناء پر (وحدہ لاشریک) مان لیا جائے کہ اسکی تصدیق مومنین تک اس مخبر صادق کے واسطے سے پہنچا ہے۔ اور خدا کو بغیر دیکھے رسول کریمؐ کے کہے پر مان لینا ہی ایمان ہے۔ اس کے برعکس حضرت موسیٰؑ نے جب اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لیے کہا تو آپکی قوم نے نہ صرف آپکے علم کی انکاری کی بلکہ مطالبہ کیا تھا کہ: لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً.(البقرہ: ۵۵) ترجمہ: جب تک ہم اپنی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھ لیں۔ آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

یعنی وہ مکمل طور پر حضرت موسیٰؑ کے علم الغیب سے انکاری کر رہے تھے۔ اور دیکھنے کی شرط عائد کر دی۔ اور نتیجتاً جب ان کو مشاہدے کے تجربے سے گذارا گیا تو وہ سب نور کی ایک تجلی (یا حق کی آواز) کو بھی برداشت نہ کر سکے اور کوہ طور پر خدا کو دیکھنے کے ارادے سے جانے والے سارے افراد موت کا شکار ہو گئے سوائے حضرت موسیٰؑ کے۔

۲۔اسکے بعد ایمان کا دوسرا درجہ جسے (عرفان) کہا جاتا ہے یعنی جس حقیقت کو بن دیکھے مانا جا رہا ہے۔ اس حقیقت کا اپنے دل کی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا اور اسکی بنیاد پر اپنا یقین اس ہستی کے لیے پختہ کرنا۔ یقین کے اس درجے کا ذکر قرآن کریم میں یوں آتا ہے۔ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ. ترجمہ: اور خود تمہارے نفوس میں (بہت سی نشانیاں ہیں) کیا تم نہیں دیکھتے۔

اے بندہ خدا! اللہ تعالیٰ کی قدرت، اسکی بے اندازہ انعامات وکمالات پر ایمان لانے والو! رب العالمین نے انسانوں کو سوچنے سمجھنے اور غور وفکر کر کے اصل اور صحیح نتائج پر پہنچنے کی صلاحیت اس کے اندر پوشیدہ رکھ دی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت تمام حقائق اور اسکی علامات انسان کے اپنے نفس میں موجود ہے۔ بس ذرا اپنے اندر جھانک کر بشریت کے پردوں کو اٹھا کر حقیقت کو سمجھنے کی دیر ہے۔ پھر دیکھیں کس طرح یہ حقیقتیں ہمارے من سے جھلکتی ہوئی نظر آئیں گی۔

قرآن پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی الْاٰفَاقِ یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ. (حم السجدہ ۴۱:۵۳)

ترجمہ: ہم ان کو عنقریب اطراف (عالم) میں بھی اور خود ان کی ذات

میں بھی نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی حق ہے۔

ہم ایک دو سال کے بچے کی مثال لے لیتے ہیں۔ ہم اس بچے کو کچھ دیر کے لیے اپنی ماں سے دور کر دیتے ہیں۔ کچھ کھلونوں کے ساتھ۔ کافی دیر کھیلنے کے بعد بچہ اپنی ماں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پکارے گا اور نہ نظر آنے پر رونا شروع کر دے گا۔ اس دوران آپ کچھ خواتین کو بچے کو بہلانے کے لیے اس کی پاس بھیج دیں۔ لیکن بچے کی نظر میں مسلسل اپنی ماں کی آرزومند ہو گی۔ اور اس دوران بچہ اپنی ماں کو دیکھتے ہی کھلکھلا اٹھے گا۔ کیونکہ وہ معصوم بچہ دل سے اپنی ماں کو جانتا بھی تھا اور پہچانتا بھی تھا۔ نتیجۃً ماں کو دیکھتے وہ ہی مسکرا اٹھا۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں عرفان حاصل کرنے کے لیے دنیاوی پردے کو چاک کرنا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے (اللہ ھو) کی صدا بلند کرنی ہے خدا تعالیٰ کی حقیقت اور معرفت خود بخود ہمارے قلب پر روشنی کی کرنیں بکھیر دے گی۔

۳۔ ایقان ایمان کا تیسرا درجہ ہے جسکو واضح کرنے کے لیے قرآن نے متعدد واقعات پیش کیے ہیں جن میں سے ایک مشہور واقعہ حضرت عُزیر علیہ السلام کا ہے۔

ایک دفعہ عُزیر کا گزر ایک ویران و اجڑی ہوئی بستی سے ہوا۔ زمانوں پہلے اجڑی ہوئی یہ بستی عجیب منظر پیش کر رہی تھی۔ (اس بستی کے متعلق مفسرین کا خیال ہے کہ وہ بیت المقدس (یروشلم) کا شہر تھا۔ مگر قرآن مجید میں فقط کسی بستی کے نام سے اس کا ذکر ہے) اس اجڑی ہوئی بستی کو دیکھ کر ان کے دل میں خیال گزرا کہ: اَنّٰى يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔ (البقرہ ۲:۲۵۹)

ترجمہ: خدا اس کے باشندوں کو (یا خود اس بستی کو) مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا۔

مشرکین نہ صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے انکار کرتے تھے بلکہ وہ یوم آخرت کے بھی منکر تھے۔ لیکن یہاں (معاذ اللہ) حضرت عزیز اللہ کے احیاء موتی کی قدرت سے قطعاً انکار نہیں کر رہے تھے۔ نہ ہی کسی کو آپ کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ بلکہ ہمیں سمجھنا ہے کہ اصل میں (ایقان) کیا ہے۔ دراصل ان کے دل میں اس ویران شہر کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بستیاں جو خاک میں جل چکی ہیں کاش اللہ تعالیٰ مجھے اپنی آنکھوں سے ان ویران بستیوں کو آباد اور زندہ ہوتے دکھا دے۔ جب ان کے دل میں یہ خواہش یا خیال گزرا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان تمام مراحل سے گزارا۔ جیسا قرآن کریم میں یوں ذکر ہے۔ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

ترجمہ: خدا نے ان کی روح قبض کر لی اور سو برس تک حالتِ موت میں رکھا۔ پھر ان کو جلد اٹھایا اور پوچھا کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟ انہوں نے جواب دیا، ایک دن یا اس سے بھی کم۔ فرمایا نہیں بلکہ سو برس تک ٹھہرے رہے ہو۔ (البقرہ: ۲۵۹)

ہر مسلمان کی اصل منزل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور خدا کی ذات کا شاھد محمد مصطفیٰ ہے اس لیے خدا کے ہر مظہر میں رسول کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ عالم اسلام کی کامیابی صرف اور صرف اتباع رسولؐ میں ہی مضمر ہے۔

قدم اٹھانے تک منزل دور ہے بس پہلا قدم اٹھنے کی دیر ہے، منزل خود قریب آجاتی ہے۔ اور اس منزل کی کیا ہی شان ہے جسکے لیے ہم ایک قدم بڑھائیں تو اس منزل کا مالک ہماری طرف دس قدم بڑھا دیتا ہے۔

خدا ہم سب کو اتباع رسولؐ کی حقیقت اور معرفت کو سمجھنے اور اس پر باعمل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قارئین نوائے صوفیہ کو
عید الفطر کی پیشگی
عید مبارک

غنچہ ھائے نو شگفتہ

بچوں کا نوائے صوفیہ

ظفر علی آخوند

آپ کی قابلیت!

پیارے بچو! جلدی سے کاغذ اور پنسل نکالیں اور ان سوالوں کا جواب نوائے صوفیہ کے پتہ پر ارسال کریں۔ صحیح جواب بھیجنے والے بچوں کا نام رسالے کے اگلے شمارے میں شامل کیا جائے گا۔ جوابات تحریر کرنے کے بعد کاغذ کے آخر میں اپنا نام اور پتہ بھی ضرور لکھیں۔

س۱: حضرت میر سید محمد نوربخشؒ کا سلسلہ کتنے پشتوں سے حضور نبی اکرمؐ سے جا ملتا ہے؟

س۲: حضرت میر سید محمد نوربخشؒ کی کوئی سی پانچ مشہور تصانیف کے نام بتائیں؟

س۳: الفقہ الاحوط میں باب الصلوٰۃ کس قرآنی آیت سے شروع ہوتا ہے ساتھ حوالہ بھی دیجیے؟

س۴: الفقہ الاحوط کی روشنی میں مردوں کے لیے کتنے غسل واجب ہیں اور عورتوں کے لیے کتنے غسل واجب ہیں ساتھ اغسال کے نام بھی بتائیں؟

س۵: امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے استاد کون تھے؟

س۶: الفقہ الاحوط کی روشنی میں بچوں اور بچیوں کے لیے کتنے سال میں نماز واجب ہوتی ہے؟

س۷: دعوات صوفیہ میں تارک الصلوٰۃ کے لیے کیا حکم ہے؟

س۸: شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں کیا فرق ہے مختصر جواب دیں؟

س۹: مذہب صوفیہ نوربخشیہ اتحاد بین المسلمین کا نقیب ہے مثال سے ثابت کریں؟

س۱۰: الفقہ الاحوط کتنے ابواب پر مشتمل ہے؟

سنہری باتیں:

☆ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

☆ماں ایک ایسا پھول ہے جو دنیا کے کانٹے چبھنے کے باوجود مسکراتا ہے۔

(جمیلہ پروین منذوق خپلو)

☆تصوف قوت و حواس کا خیال رکھنے اور انفاس کی نگرانی کا نام ہے۔

☆صوفیائے کرام ہمیشہ اللہ کی آغوش میں بچوں کی طرح پرورش پاتے رہتے ہیں۔ (محمد اقبال عادل غورسیوی)

☆اپنی ہار پر افسوس نہ کرو کیونکہ تمہاری ہار ہی کسی کی جیت ہے۔

☆کسی پر اتنا اعتماد مت کرو کہ وہ تمہاری کمزوری بن جائے۔ (ایمہ بتول ڈوغنی)

☆ماں کی قدر خلوص محبت پیار شفقت ان لوگوں سے پوچھو جن کی ماں اس جہاں میں نہیں ہے۔ (سجاد حسین تمنا)

☆ماں زندگی کا مرکز صبر و قرار ہے
☆ماں اک چمن ہے جس میں مسلسل بہار ہے
☆ماں لطف ہے سکون ہے شفقت ہے پیار ہے
☆ماں ایک عظیم نعمت پروردگار ہے (غلام مہدی شاہد)

ذرا سوچیے!!!

قرآن عمل کی کتاب تھی ہم نے اسے دعا کی کتاب بنا دیا۔
سمجھنے کی کتاب تھی محض پڑھنے کی کتاب بنا دیا۔
قرآن انقلاب کی کتاب تھی صرف ثواب کی کتاب بنا دیا۔
قرآن علم کی کتاب تھی اسے لاعلموں کے ہاتھ تھما دیا۔
تسخیر کائنات کا درس دینے آئی تھی صرف مدرسوں کا نصاب بنا دیا۔
مردہ قوموں کو زندہ کرنے آئی تھی مگر مردوں کو بخشنے پر لگا دیا۔
زندوں کے دستور کا تھا مردوں کا منشور بنا دیا۔ (ملک سرفراز حسین ہادی)

پانچ چیزیں پانچ افراد میں اچھی لگتی ھے:

علم: علماء میں اچھا لگتا ھے۔
عدل: سلاطین میں اچھا لگتا ھے۔
سخاوت: اغنیا میں اچھی لگتی ھے۔
صبر: فقرا میں میں اچھا لگتا ھے۔
حیا: عورتوں میں اچھی لگتی ھے۔ (صغرا ارم، کالج خپلو)

دامان خیال

علماء کا دینی فریضہ

م ش کوروی

علما جمع ہے عالم کی۔ عالم کا مطلب لغت کی رو سے دانا، ہنرمند، جادوگر، علم تسخیر جاننے والا ہیں۔ ماضی کے واقعات و حالات اور اشیاء کی حقیقت و ماہیت جاننے کو علم کہتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اس لیے تبلیغ دین کا فریضہ علمائے کرام پر عائد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم نے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا ہم منصب قرار دیا ہے یعنی انبیاء اور علماء کا کام ایک جیسا ہے جو تبلیغ و اشاعت دین ہے علم کے بے شمار شعبے ہیں اور روز بروز علم و فنون کے شعبے وسیع سے وسیع تر ہوتے جا رہے ہیں ان بے شمار شعبوں میں سے ہر ایک شعبہ میں مہارت حاصل کرنا کسی فرد بشر کے بس میں نہیں ہے تاہم جسے جس شعبہ میں مہارت و دسترس حاصل ہو اسے اسی شعبہ کا عالم کہا جا سکتا ہے۔ ان تمام شعبوں میں اہم ترین شعبہ دینی تعلیم کا شعبہ ہے کیونکہ اسلام میں دنیا اور دین الگ الگ چیز نہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو الدنیا مزرعۃ الاخرۃ یعنی ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے“ فرما کر دین و دنیا کی دوئی کو ختم کر دیا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ربنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة ”اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما“ کی تعلیم کے ذریعے دونوں جہاں کی کامیابی کو نجات کا معیار قرار دیا ہے۔

اس قدر اہمیت کے حامل شعبہ زندگی کو حاصل کرنے کے لیے نہ صرف اچھے اساتذہ، معیاری تعلیمی ادارہ اور معیاری نصاب کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ایسے علم حاصل کرنے والے میں تعلیمی ذوق، لگن، محنت بھی ہونا ضروری ہے۔ اور اس وسیع علم کو حاصل کرنے کے لیے عرصہ دراز صرف کرے تب اسے مختلف علوم و فنون میں مہارت و دسترس حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ عالم کہلانے کا حقدار رہتا ہے مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ ہم نے دینی تعلیم کے شعبہ کو ایک مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ دو تین سال میں چند ابتدائی کتابیں رٹ لینے پر اسے عالم قرار دیتے ہیں اور اسے ایک عالم دین کا سا احترام دیتے ہیں جس کی وجہ سے ایسا شخص خود کو کامل سمجھنے لگتا ہے اور یہ نیم خواندہ شخص فتویٰ داغنا شروع کرتا ہے۔ حالانکہ داناؤں نے کیا خوب کہا ہے نیم حکیم خطرۂ جان، نیم ملا خطرۂ ایمان۔ چنانچہ نیم خواندہ شخص تحقیق و مطالعہ کے بجائے سنی سنائی باتوں کے مطابق آگے چلتا ہے جس کی وجہ سے ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔

حصول علم کے سلسلے میں علم کی دو قسمیں بتائی جاتی ہیں۔

الف: علم کسبی ب: علم لدنی

علم کسبی سے مراد وہ علم ہے جو کسی استاد سے حاصل کیا جائے یہ علم کسی تعلیمی ادارے سے استاد کے ذریعے درسی کتابیں پڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے محنت وقت اور دولت صرف کرنا پڑتا ہے۔ تب یہ علم حاصل ہو سکتا ہے۔

علم لدنی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ براہ راست کسی فرد بشر کو عطا فرماتا ہے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کا علم عطائے الٰہی اور فیضان خداوندی ہے۔ کسبی علوم کے تمام شعبوں میں مہارت اور دسترس کسی فرد بشر کے بس کی بات نہیں ہے۔ لوگ ایک یا چند شعبوں میں ساری عمر کھپاتے ہیں۔ تب وہ متعلقہ ایک یا چند شعبوں میں مہارت اور دسترس حاصل کرتے ہیں۔ حقیقی معنوں میں اسے متعلقہ شعبوں کا عالم کہا جا سکتا ہے۔ علم لدنی جسے حاصل ہوتا ہے درحقیقت اسے کل اشیا کا علم ہوتا ہے کائنات کی کوئی چیز اس کی نگاہ بصیرت اور چشم باطن سے مخفی نہیں ہوتی۔ ظاہر بین نگاہوں سے اوجھل ہونے والے واقعات و حادثات سے وہ واقف ہوتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 30 پر

سائنس کی دنیا

بگ بینگ اور قرآن

عرفان شاہد ڈوگنی

وجود کائنات کے متعلق سائنسی میدان میں اہم اور مشہور تھیوری (Big Bang Theory) بگ بینگ تھیوری ہے۔ ۱۹۲۷ء میں فادر کیمسٹری نے تھیوری پیش کی لیکن ۱۹۴۸ء میں الفر اور گامو (Alpher and Gamow) نے اس تھیوری کو بہتر انداز میں پیش کیا۔ یہاں پر بگ بینگ تھیوری کو سادہ الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

اس تھیوری کے مطابق ہمارے کائنات کی ابتداء چودہ بلین (14 Billion) سال پہلے شروع ہوئی۔ اس وقت پوری کائنات ایک چھوٹے سے غبارے (Balloon) میں بند تھی اور یہ غبارہ اتنا چھوٹا تھا کہ سوئی کی نوک (Pinhead) سے بھی ہزاروں گنا چھوٹا تھا۔ یہ چھوٹا غبارہ اتنا گرم اور ڈینسر (Danser) تھا کہ ہم صرف تصور ہی کر سکتے ہیں۔ پھر اچانک ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور یہ کائنات جیسے ہم جانتے ہیں اس کی ابتداء ہوئی۔

وقت، خلا اور مادہ (Time, Space, Matter) سب کچھ (Big Bang) بگ بینگ کے ساتھ ہی شروع ہوئے۔ ایک سیکنڈ کے بھی کئی حصوں میں کائنات ایک چھوٹے ایٹم سے بڑی کہکشاں (Galaxy) میں تبدیل ہو گئی۔ اس طرح آہستہ آہستہ (Galaxies) بنتے گئے اور کائنات پھیلتی گئی۔ کائنات کا پھیلاؤ آج بھی جاری ہے۔ جیسے جیسے کائنات پھیلتی گئی درجہ حرارت کم ہوتا گیا اور چیزیں ٹھنڈی ہوتی گئیں۔ توانائی (Energy) مادہ اور ضد مادہ (Matter and Antimatter) میں تبدیل ہوتے گئے۔ مادہ اور ضد مادہ ایک دوسرے کو بڑے پیمانے پر تباہ کرتے رہے لیکن کچھ مادے رہ (Stable) سکے۔ ان میں سے سب سے زیادہ قیام پذیر ذرات کو پروٹون اور نیوٹرون (Proton & Neotron) کہتے ہیں۔ اس طرح یہ دونوں ذرات بنتے گئے۔ دھماکے کے تین منٹ بعد چیزیں ٹھنڈی ہوتی گئیں اور ان کا درجہ حرارت (Tempreture) ایک بلین (1 Billion) ڈگری سینٹی گریڈ سے نیچے گر گیا۔ اب پروٹون اور نیوٹرون کے لیے درجہ حرارت کافی تھا کہ وہ مل کر ہیلیم اور ہائیڈروجن (Helium & Hydrogen) کے نیوکلائی بنا سکے (Nuclei)۔ یاد رکھیں اس ری ایکشن (Reaction) کے لیے درجہ حرارت سورج پر موجود درجہ حرارت کے برابر ہونا چاہیے۔ تین لاکھ سال بعد کائنات 300'c تک ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اٹامک نیوکلائی (Atomic Nuclei) نے الیکٹران (Electron) کو کھینچ کر ایٹم بنایا۔ اس طرح ایٹم مل کر عناصر (Element) بنتے گئے اور یہ زمین، چاند، سورج اور دیگر سیارے و ستارے وجود میں آ گئے۔ پوری کائنات میں اب بھی ہیلیم (Helium) اور ہائیڈروجن (Hydrogen) گیس کی مقدار سب سے زیادہ ہے۔ اور پوری کائنات انہی گیسوں کے بادلوں سے بھری ہوئی ہے۔

یہ بگ بینگ تھیوری تھی جس کے تحت یہ کائنات وجود میں آئی اور اب اگر اس تھیوری کے اہم نکات کو قرآن مجید میں تلاش کیا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ باتیں اللہ نے 1400 سال پہلے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ بگ بینگ تھیوری اور قرآنی آیات میں کافی مشابہت ہے۔ جیسے کہ بگ بینگ کے مطابق کائنات وجود سے پہلے ایک غبارہ نما چیز یا غبارے کے اندر بند تھی یعنی یہ چاند، سورج، زمین، ستارے و سیارے سب ایک چیز تھے۔ اور پھر دھماکے کے بعد الگ ہو گئے۔ بالکل یہی چیز ہمیں قرآن بھی بتاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ اَوَ لَمْ یَرَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا. ترجمہ: کیا کافر دیکھتے نہیں کہ ہم نے زمین اور عرش (Heavens) جو ایک بند (یکجا) چیز تھا ایک دوسرے سے

علیحدہ کیا۔

اس آیت میں اور بگ بینگ تھیوری میں کوئی تضاد نہیں۔

دوسرے اہم بات یہ ہے کہ (Big Bang) کے مطابق کائنات پھیل رہی ہے۔ یہ بات سائنسی میدان میں سو فیصد درست تسلیم کیا جاتا ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔ یہ تھیوری ۱۹۲۰ء میں ایڈون ہوبل (Edwin Hubble) نے پیش کی تھی جبکہ اس کا ذکر چودہ سو سال پہلے ہی قرآن میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ. ترجمہ: اور یہ کائنات جسے ہم نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ اور در حقیقت میں ہم اسے پھیلا رہے ہیں۔

یہاں پر بھی سائنس بالکل وہی بات دہرا رہی ہے۔ جو قرآن میں بیان ہوا ہے۔ بگ بینگ کا قرآن سے گہرا تعلق ہے۔ (Big Bang) تھیوری میں یہ بھی بیان ہے کہ ایک دھماکہ ہوا اور پھر کائنات کا وجود ہوا۔ اس سے پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ قرآن میں بھی اللہ نے بہت سے جگوں پر فرمایا کہ جب کچھ بھی نہیں تھا تو میرے حکم سے ہی یہ کائنات وجود میں آئی اور رہی دھماکے کی بات تو دھماکے کرانے والا اس رب کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ایمان یہ یقین ہے کہ ہر چیز سے پہلے اس کی ذات تھی اور آخر میں بھی وہی ہو گا۔ سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے۔ اور یہ چاند، سورج، زمین وغیرہ اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں اور دن رات کا بدلنا، موسم کا بدلنا وغیرہ کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں اس بات کی تصدیق کی ہے۔ فرماتے ہیں: کُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ. ترجمہ: ہر چیز وقت کے بغیر (ہمواری) سے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔

ان آیات کریمہ سے واضح ہو گیا کہ قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی کائنات کی حقیقت بتا دی تھی۔ اور موجودہ سائنس کی دریافت بھی قرآن کے ساتھ مل جاتی ہے اس لیے ہم یہ فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ بگ بینگ تھیوری انسان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ایک سب سے اہم بات یہ کہ قیامت کب ہو گی؟ اس سوال کا جواب دینا ہمارے بس کی بات نہیں کیوں کہ یہ راز اللہ نے اپنے تک محدود رکھا۔ لیکن ہاں قیامت کیسے ہو گی؟ اس کے بارے میں کچھ ذکر کروں گا۔ سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ جس طرح کائنات پھیل رہی ہے ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ کائنات کا پھیلاؤ رک جائے گا۔ جیسے ہی ان کا پھیلاؤ رک جائے گا کائنات میں موجود چیزوں کے درمیان (Force of attraction) ایک دوسرے کو کھینچنے کا عمل شروع ہو جائے گا اور آہستہ آہستہ کائنات سکڑنا شروع ہو جائے گی۔ اس عمل کی وجہ سے چیزیں ایک دوسرے کے قریب آتی جائیں گی۔ اور ایک وقت آئے گا کہ ساری (Galaxies) دوبارہ ایک جسم بن جائیں گے۔ اور پھر سکڑتے سکڑتے ایک چھوٹی سی چیز میں تبدیل ہو جائیں گی۔ اور پھر یک نئی کائنات کا وجود ہو گا۔ یہاں پر ایک بات بتاتا چلوں کہ کچھ سائنسدان اس تھیوری کے حق میں نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ کائنات ہمیشہ پھیلتی رہے گی۔ لیکن میں پہلی تھیوری کی بات کروں گا کیوں کہ اس کا ثبوت قرآن میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب. ترجمہ: اس دن کو یاد رکھو جب ہم کائنات کو لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے کاغذ کو لپیٹتے ہیں۔ یہاں پر بھی سائنس اور قرآن میں کوئی تضاد نہیں اللہ اس کائنات کو دوبارہ لپیٹ لیں گے جس طرح ہم رسی کو کسی لکڑی کے ٹکڑے کے ساتھ لپیٹ لیتے ہیں۔ پھر قیامت کے سارے وعدے پورے کیے جائیں گے اعمال کا حساب ہو گا۔ سورج زمین کے عین اوپر ہو گا۔ جس طرح قرآن میں کہا گیا ہے کہ پھر شاید جنت جہنم اور روزِ محشر کا دن ہو گا۔ لہٰذہ سائنس کی دنیا میں بھی کائنات کی ابتداء اور انجام موجود ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح قرآن میں کہا ہے۔ اس لیے موجودہ سائنسی دریافت اور ایجادات دیکھ کر اپنا ایمان کمزور نہیں کرنا چاہیے اور اغیار دین کے مقابلے کے لیے اپنے دل کا گہرا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ قرآن میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے بس ہمیں اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ابھی سائنس قرآن سے بہت پیچھے ہے سائنس کی حد ایٹم ہے جبکہ قرآن میں اس سے آگے کے بھی احوال بیان ہیں۔

عبادات

فضائل و مسائل طہارت

مولانا شکور علی انور

خوشبو کی فضیلت:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اربع من سنن المرسلین الحیاء والستعطر والسواک والنکاح.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں ایک حیا، دوسرا خوشبو لگانا، تیسرا مسواک اور چوتھا نکاح کرنا۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث پاک میں مفید عام تصریحات ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے پیغمبروں کی چار سنتیں ایسی ہیں جو ان کی زندگی کے معمولات میں شامل ہیں اپنی امت کو ان کی ترغیب دی ہے۔اور بلا شبہہ یہ بڑی موثر ترغیب ہے۔

حیا کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا نصف ہے اور نکاح کے بارے میں فرمایا ہے نکاح میری سنت ہے۔ جو شخص میری سنت سے انحراف کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے حیا اور نکاح کی تفصیلات اس بحث سے خارج ہیں لہذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مسواک کرنا رسول اللہؐ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہے جسے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمایا چنانچہ خوشبو لگانا بھی تمام مرسلین کا عمل ہے۔خود حضور اکرم معطر کے پابند تھے۔آپ جس گلی سے گزرتے تھے آپ کی ذاتی خوشبو سے گلی معطر ہو جاتی یہ آپ کی محبوب سنت تھی۔انسان کے روحانی اور ملکوتی تقاضوں میں سے ہے۔ اس سے روح اور قلب کو ایک خاص قسم کی نشاط اور سرور حاصل ہوتا ہے۔عبادات میں کیف اور اخلاق پیدا ہوتا ہے اور اللہ کے دوسرے بندوں کو بھی راحت پہنچتی ہے۔اس لیے انبیا علیہم السلام اور اللہ تعالی کے سارے نیک بندوں کی محبوب سنت ہے۔(معارف الحدیث، ج ۱)

آنحضور انورؐ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک ذاتی وصف یہ بھی ہے کہ خوشبو لگائے بغیر آپ کے بدن سے خوشبو آتی۔کوئی خوشبو آپ کی خوشبو کا مقابلہ نہیں کرتی تھی۔آپ کا پسینہ مبارک بھی خوشبودار ہوتا تھا بوجہ لطافت آپ کے بدن مبارک پر کپڑا میلا نہ ہوتا تھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو آپؐ سے اس قدر خوشبو کستوری کی مانند آئی کہ سارا گھر مہک گیا۔ (ذکر جمیل ص ۳۳۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عنبر کستوری اور کسی خوشبو کو رسول اللہ کی بوئے مبارک سے زیادہ خوشبو دار نہ پایا۔(بخاری شریف ص ۳۶۴)

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے میرے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو میں آپؐ کے دست مبارک کو برف کی طرح ٹھنڈا اور ایسا خوشبو دار پایا گویا کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ عطار کے برتن سے نکالا ہو۔(مسلم شریف ص ۲۰۴)

آپؐ کے اخلاق حمیدہ کے فضائل و آداب میں خوشبو لگانا بھی شامل ہے۔خوشبو ہر مرد اور عورت کے لیے فضیلت و افتخار کا باعث ہے۔حدیث میں آتا ہے۔"بہترین خوشبو تو مشک ہے۔" (نخ الفصاحہ حدیث ۳۳۴)

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں مجھے تین چیزوں سے محبت زیادہ ہے۔عورت، خوشبو اور نماز۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت شیخ ابو طالب مکی جمعہ کے آداب کے ضمن میں لکھتے ہیں: اس دن خوشبو لگائے کہ جس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو۔یہی مردوں کی خوشبو ہے۔

باقی صفحہ نمبر 40 پر

اسلامیات

اصلاحِ معاشرہ

غلام حسین سرمکی

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ دینی اور اخلاقی تعلیم وتربیت کے فقدان کے باعث ہمارا معاشرہ خراب سے خراب تر ہوتا جارہا ہے جس کیلئے ضروری ہے کہ عملی طور پر موثر اور ٹھوس حکمت عملی اختیار کی جائے تا کہ ہمارے دینی ،اخلاقی، سماجی اور معاشرتی مسائل کم از کم ہوں اور ہمارے مدارس، مساجد اور معاشرہ مضبوط ہوں۔ان مسائل کا حل قرآن اور سنت اور صوفیانہ تعلیمات کی روشنی میں ہی بہتر ہو سکتے ہیں کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد اور مدرسہ کو مسلم معاشرے کا محور بنا دیا تھا اور مسجد بطور کمیونٹی سنٹر مسجد نبویؐ نے پارلیمنٹ ہاوس، سپریم کورٹ اور جنرل ہیڈ کوارٹر کا کردار ادا کیا تھا اور تمام اصلاحی اور تعمیری سرگرمیاں مسجد نبوی اور اصحاب صفہ کے چبوترے سے انجام پائی تھیں۔

ان نکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے چاہیے کہ ہمارے مدارس سے بھی ایسے طالب علم پیدا ہوں جو غور وفکر، اعلیٰ انسانی اقدار، تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہوں اور علم عمل اور اخلاص کے پیکر بھی۔ذیل میں چند ایک اہم تجاویز درج کی جاتی ہیں تا کہ اسلامی مدرسوں کے نظام کو مزید فعال بنایا جاسکے اور تعلیم کے اصل مقاصد حاصل ہو سکیں۔

۱): ضرورت کے مطابق مدرسوں میں ضروری وسائل کا بندوبست (مثلاً قاعدہ، قرآن مجید ،دعوت اور فقہ وغیرہ)

۲): دیگر مدرسوں اداروں سے رابطہ کاری تا کہ معلومات، تجربات اور وسائل کا تبادلہ ہو سکے۔

۳): ذمہ دار، با صلاحیت اور مخلص حضرات پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل اور فعالیت (محلہ اور علاقے کی سطح پر)۔

(۴): کمیٹی کا باقاعدہ اجلاس جس میں مدرسے / مسجد اور معاشرے کے انتظام سے متعلق منصوبہ بندی ہو اور کارکردگی کا جائزہ لیا جاسکے۔

۵): قابل اساتذہ کا تقرر ان کی معقول تنخواہ اور انھیں ذمہ دار بنانا۔

۶): فیس کا نظام / محلے کی سطح پر زکواۃ کا بہتر انتظام / مخیر اور دیگر حضرات سے سالانہ چندہ وغیرہ کا حصول۔

۷): تعلیم اور معلومات میں اضافہ کیلئے مواد اور دیگر چیزوں کا بندوبست مثلاً بیٹھنے کی جگہ یا صفائی کا انتظام وغیرہ۔

۸): باقاعدگی سے اجلاس / مشاورت یا نگرانی کا نظام۔

۹): مدرسہ میں داخلہ اور اخراج کا ریکارڈ۔

۱۰): ضروری کاغذات / ٹائم ٹیبل / سلیبس (اور وقت کی پابندی)۔

۱۱): امتحانی نظام کو موثر بنانا۔

۱۲): نصابی / غیر نصابی سرگرمیاں (تقریر، تحریر یا ورکوئز وغیرہ تا کہ کردار سازی ہو)۔

۱۳): سزا اور جزا کا تصور۔

۱۴): مدرسے کے بارے میں ضروری معلومات (نظم ونسق مدرسہ)۔

۱۵): تربیت اساتذہ اور ورکشاپ۔

۱۶): تعلیم کے ساتھ عملی تربیت کا پروگرام۔

۱۷): بچوں کے ذریعے گھروں تک پیغام پہنچانا تا کہ گھر والوں کی بھی اصلاح ہو۔

۱۸): والدین کے ساتھ رابطہ اور ان کی بھی مدرسے میں گاہے بگاہے آمد۔

۱۹): دینی تعلیم کے ساتھ عصری اور جدید تعلیم کا بندوبست (اگر ممکن ہو)۔

۲۰): سمعی اور بصری آلات اور نقشہ مثلاً ریڈیو، ٹی وی اور کیسٹ وغیرہ کا استعمال۔

۲۱): علم اور عمل اور اخلاص پر مبنی خصوصی تقریبات کا انعقاد۔

۲۲): قریبی مدرسوں کے ساتھ مقابلہ / رابطہ یا کئی چھوٹے

مدرسوں کو ملا کر ایک اچھا اور مثالی مدرسہ بنانا۔

۲۳): علما کرام، سرکردگان اور سماجی شخصیات کا دورہ کرانا اور انفاق فی سبیل اللہ کو اجاگر کرنا۔

۲۴): تفریحی پروگرام اور دوسرے علاقوں کے مدرسوں کا دورہ۔

۲۵): نصاب تعلیم اور طریقہ تدریس سے واقف اساتذہ کی خدمات حاصل کرنا۔

۲۶): سالانہ حساب کتاب / جلسہ جس میں مدرسے کے مسائل اور ممکنہ حل اور کارکردگی کا جائزہ تمام متعلقہ لوگوں کے ساتھ لیا جانا۔

۲۷): ذہین اور محنتی اساتذہ اور طلبہ کی حوصلہ افزائی مثلاً دعائیں وغیرہ دینا۔

۲۸): حمد، سورہ، نعت، قصیدہ، مرثیہ اور اوراد زبانی یاد کروانا۔

۲۹): ترجمہ قرآن یا سورہ کا انتظام تاکہ بچے قرآنی احکامات سمجھ کر عمل کر سکیں اور ان کی دین دنیا اور اُخروی معاملات اور اخلاق درست ہوں۔

۳۰): حقیقی تصوف اور تزکیہ نفس کے نظام کو رائج کرنا مثلاً توبہ، طہارت، ذکر و اذکار، استغفار، نماز تسبیح، تہجد، نوافل اور اعتکاف وغیرہ کے خصوصی اور نورانی محافل تاکہ حقیقی علم، توکل اور تقویٰ حاصل ہو اور حقیقت، معرفت اور اعلیٰ اقدار مثلاً خود اعتمادی، ہمت، غیرت، شجاعت، بہادری، سچ، ایثار اور قربانی وغیرہ کا جذبہ پیدا ہو جو معاشرہ کی اصلاح میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ خدا ہمیں تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور زندگی کے دیگر شعبوں میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے تاکہ فلاح دارین حاصل ہو، خدا ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

بقیہ: علماء کا دینی فریضہ

اس کا انداز قرآن پاک میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے واقعات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ علم نہایت اعلیٰ وارفع ہے۔ اس لیے ہمارے نبیؐ نے ایسے علم کی دعا کی اور اپنی امت کو بھی اس دعا کو ورد زبان رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ چنانچہ ہم مسلک نوربخشیہ کے پیروکاران اسے باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ:

اللّٰھم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتّباعہ وارنا لباطل باطلا وارزقنا اجتنبہ. اللّٰھم ارنا الاشیاء کماھی "اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا دے اور اس کی پیروی کی توفیق بخش اور باطل کو باطل ہی دکھا دے اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔ اے اللہ ہمیں اشیا کو واقعہ کے مطابق دکھا دے۔"

تمام مسلمانوں کے نزدیک فقہی مسائل اخذ کرنے کے لیے چار ماٰخذ ہیں۔ قرآن پاک، حدیث، اجماع امت اور قیاس لیکن مسلک نوربخشیہ میں مذکورہ بالا چاروں کے علاوہ پانچواں ماٰخذ بھی ہے جسے کشف و شہود کہتے ہیں۔ چنانچہ مسلک نوربخشیہ میں صرف ان شخصیت کو قانون سازی کا حق حاصل ہوتا ہے جن کو ان پانچ ماٰخذ میں مہارت حاصل ہو۔ ان پانچوں میں مہارت کا دوسرا نام علوم شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا حاصل ہونا ہے۔ یہی علماء ربانی ہیں اسی ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہر عالم کے پاس مت بیٹھا کرو بلکہ ایسے علماء کے پاس بیٹھا کرو جو پانچ باتوں سے پانچ باتوں کی طرف دعوت دے۔

۱: شک سے یقین کی طرف	۲: ریا سے اخلاص کی طرف
۳: دنیاداری سے زہد کی طرف	۴: غرور و تکبر سے تواضع کی طرف

اور ۵: عداوت سے خیر خواہی کی طرف۔ انہی علماء ربانیین کو قانون سازی کی اجازت ہے۔ یہی مذہبی رسومات جاری کرنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ ان سے کم تر درجے کے کسی عالم کو بھی دین میں ترمیم و اضافہ کی اجازت نہیں ہے۔ نہ ہی انہیں اس کا حق پہنچتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

احوال صوفیہ

حضرت شیخ عبد الرحمٰن اسفرائنیؒ

غلام حسن نوربخش

آپ کا نام نامی عبدالرحمٰن، لقب نورالدین اور نسبتی نام اسفرائنی تھا۔ آپ سلسلہ نوربخشیہ کے اقطاب میں سے ہیں۔ آپ ۶ شوال ۶۳۹ھ بمطابق ۱۸ اپریل ۱۲۴۲ء کو اسفرائین (ایران) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسفرائین ہی میں حاصل کی۔ حصول علم وہنر کے بعد شیخ ابو سعید ابی الخیر کی نسل کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ نسائی اور شیخ احمد ذاکر جورجانی کے مرید پورحسن سے اکتساب فیض کرتے رہے اور آخر کار حضرت شیخ احمد ذاکر کے مرید ہوئے۔ انہی کی توجہ اور تربیت سے شیخ وقت اور مرشد طریقت بنے۔ آخر کار انہی کے حکم اور ہدایت پر آپ بغداد چلے گئے زندگی بھر آپ بغداد میں رہے۔ حج بیت اللہ اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔

آپ بہت بڑے انشاپرداز اور پر گو شاعر تھے۔ آپ کی تحریریں نہایت دلآویز دلنشین اور حقائق ومعارف کا سمندر ہیں۔ قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ عرفانی اشعار سے کام لیتے ہیں۔ شاعری میں آپ کا پایہ بلند ہے۔ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ آپ کی نثری تصانیف میں موجود بہت سے اشعار آپ کے اپنے ہیں۔

آپ نے ایک بھرپور زندگی گزاری۔ تعلیم اور روحانی تربیت کے بعد بغداد جیسے علمی وادبی شہر میں منتقل ہوئے اور وہاں خلق خدا کی راہنمائی اور رشد وہدایت میں بقیہ زندگی گزار دی اور ۳ جمادی الاول ۷۱۷ھ مطابق ۲۳ جون ۱۳۱۹ء کو مالک حقیقی سے جا ملے اور بغداد ہی میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بغداد (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

ولادت اور تعلیم وتربیت:

حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی بروز دوشنبہ ۶ شوال ۶۳۹ھ (مطابق ۱۸ اپریل ۱۲۴۲ء) شیخ ابوبکر کتانی کی خانقاہ میں جو اسفرائین کے محلہ کسرق میں واقع ہے، پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت شیخ احمد جورجانی کے نامور مرید شیخ پورحسن سے حاصل کی جو ابوبکر کتانی سے منسوب خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ شیخ ابو سعید ابوالخیر کے خاندان کے ایک عالم شیخ عبداللہ نسائی سے بھی اکتساب فیض وعلوم کیا۔

حصول علم کے بعد آپ کے اپنے نوشتے کے مطابق آپ ناجنس لوگوں میں گھر گئے تھے۔ برے لوگوں کی صحبت نے آپ کو روحانی سکون ومسرت سے محروم کردیا تھا۔ چونکہ آپ عالم فاضل تھے اس لئے توبہ وانابت بھی کرتے اور اس پر قائم بھی نہ رہ پاتے۔ اس طرح اضطراب اور روحانی کشمکش کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

آخر کار شیخ احمد جورجانی کے مرید پورحسن کی راہنمائی میں انہیں سکون ومسرت نصیب ہوا اور انجام کار شیخ احمد ذاکر جورجانی کے مرید بن کر روحانی منزلیں طے کیں۔ شیخ کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین اور خلیفہ بنے۔

کلمۃ الشاہ:

علاؤالدولہ سمنانی

سلطان المشائخ والمحققین وارث الانبیاء والمرسلین سر اللہ فی الارضین نورالملت والحق والدین عبدالرحمٰن اسفرائنی۔۱

عبدالرحمٰن جامی

طالبان حق کی رہنمائی مریدوں کی تربیت اور واقعات کے کشف میں عظیم الشان تھے۔۲

حامد حسین کربلائی

آپ کے فضائل وکمالات کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی جیسا عالم فاضل آپ کا مرید وشاگرد بنا حالانکہ اس زمانے میں فاضل مرشدین کی کمی نہ تھی۔۳

سید محمد نوربخشؒ

کان الشمس بین الکواکب بالنسبۃ الی الاولیاء و المرشدین فی زمانہ الخ

اپنے زمانے میں اولیائے مرشدین سے نسبت کے لحاظ سے آپ ستاروں کے درمیان آفتاب کی مانند ہیں۔ آپ سے بکثرت اولیاء، اہل سلوک وارشاد کے سلسلے نکلے ہیں۔ پس بغداد والوں کے درمیان ولایت وارشاد میں مشہور ہو گئے۔ آپ اس گروہ کے امام ہیں۔

شیروانی

نورالدین جامع علوم ظاہری و باطنی بوودہ و بزبان ترکی و فارسی اشعار آبدار نظم نمودہ۔

نورالدین عبدالرحمٰن ظاہری و باطنی علوم میں جامع تھے آپ ترکی اور فارسی میں اچھے اشعار کہتے تھے۔۴

ڈاکٹر احسان اللہ استخری

شیخ نورالدین کہ بود از اسفران
از پے احمد علم زد در جہاں
عبدالرحمٰن نام آن نام آور است
در طریقت عبد مولیٰ حیدر است ۵

غلام سرور لاہوری

نور دین احمدی شیخ عظیم
مقتدا و مرشد روی زمین ۶

آغاز سلوک:

حضرت شیخ راہ سلوک میں اپنے قدم رکھنے کی کہانی یوں بیان فرماتے ہیں: ایک عرصہ میں مفسد لوگوں کے ساتھ رہا جو شیطانوں کا مسکن تھا۔ وہاں میں نے اپنی قیمتی زندگی برباد کر دی۔ پھر میں نے ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست چھوڑ دی اور اپنے وطن واپس آیا۔ وطن پہنچتے ہی بے حال ہو کر سو گیا۔ اسی گھر میں ایک زاہدہ معصومہ سوئی ہوئی تھی وہ بیدار ہوئی اس نے دیکھا کہ جہاں میں سویا ہوا تھا وہاں سے روشنی چھن چھن کر آ رہی ہے جس سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے۔ جب دو رکعت پڑھتا ہے میری طرف رخ کر کے تین بار کہتا ہے ''توبہ کر دی'' ایسی توبہ تم نے کتنی بار کی ہے؟'' جس سے یہ ضعیف آہ وزاری کرتا تھا۔ صبح اس زاہدہ معصومہ نے اس واقعہ کے بارے میں مجھے بتا دیا جس سے میں کانپ اٹھا اور تجدید اسلام بجائے آوردو نیت توبہ کردم ازسرنو اسلام قبول کیا اور فوراً توبہ کر لی۔ ۷

تجدید اسلام اور توبہ و استغفار پر ایک عرصہ تک عامل رہے اور مختلف قسم کی عبادات اور وظائف بجالاتے رہے مگر آپ کا اضطراب بڑھتا ہی چلا گیا آپ اس کیفیت کو یوں لکھتے ہیں۔

تجدید اسلام اور توبہ کے باوجود میں ان ناجنس لوگوں سے بچ نہ سکا۔ جس کی وجہ سے نورانیت توبہ کم ہو گئی اور میرے اعتقاد میں ضعف پڑ گیا۔ ایک رات جبکہ میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک حادثہ رونما ہوا جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ یہ سوچ کر پاؤں ٹوٹنے کی بات دوستوں کو معلوم ہو جائے تو انہیں ضرور تکلیف پہنچے گی میں نے اسے چھپا کر رکھنا مناسب سمجھا اور اسے فتوحات غیبی سمجھا۔ توبہ کو مستحکم کیا۔ درد و غم سے آہ کرنے کی بجائے الحمدللہ کہا اور اسے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتا رہا۔۸

غالباً دوستوں کو اس کا پتہ چل گیا اور آپ کی ان کے ساتھ چلنے پھرنے سے معذوری کی بنا پر انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور یوں آپ کو نیک اعمال بجالانے، توبہ پر عمل کرنے اور وظائف کی پابندی کا موقع ملا۔ تاہم آپ کا اضطراب بدستور جاری رہا۔

رسول اللہؐ اور صحابہؓ کی خواب میں زیارت:

اسی اضطراب کی حالت میں آپ کو عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام کی زیارت نصیب ہوئی۔ واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کم خوش قسمتی نہیں ہے یہ سعادت صرف انہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو بے انتہا خوش قسمت، باسعادت اور علم و عمل کے دھنی ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں۔ ''میری زندگی یوں گزر رہی تھی کہ میرے دل میں نور ارادت روشن ہو جاتا اور کبھی دل نفس و ہوا سے تاریک ہو جاتا۔ یہاں تک کہ ایک دن میں نے عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو دیکھا جو صحابہ کرام کے ساتھ مغرب سے مشرق کی جانب ایک راستہ بنا رہے تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کدال تھا۔ آپؐ اسی کدال سے مٹی اٹھاتے اور اس راستے پر ڈالتے جاتے تھے جبکہ صحابہ کرامؓ پاؤں سے روند کر اسے مضبوط بناتے تھے پھر آپؐ نے اس کدال کو حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اسی طرح کام کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اسے عبدالرحمٰن کے حوالے کرو چنانچہ میں نے بھی کام کیا جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام اور باقی صحابہ کرام مٹی کو روندتے اور راستے کو مضبوط بناتے تھے۔ اس واقعے کے بعد طریقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے ذریعے نوبت بنوبت مجھ تک پہنچی اور ہر قسم کے مجاہدہ و ریاضت سے مجھے کافی فائدہ پہنچا اور توفیق الٰہی نصیب ہوئی۔"۹

اس واقعے کے چند روز بعد آپ کی ملاقات شیخ احمد ذاکر جوزپانی کے مرید پورحسی سے ہوگئی جس نے شیخ احمد جوزپانی کا پتہ دیا۔ آپ رقم فرماتے ہیں۔

پورحسی کے ذریعے جو کچھ مجھے معلوم ہوگیا تھا اسکے بعد میں نے آداب شیخ کی خدمت میں رہ کر بجالائے اور ان کی خدمت میں مصروف رہا اور اس طریقت کو جو انہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کی تھی ان کی ہمت اور نظر کی برکت سے یہ سعادت اپنے اختتام کو پہنچی۔۱۰

تصوف میں آپ کا مقام:

تصوف روحانی مقامات اور باطنی کوائف کا مرقع ہے۔ ان مقامات میں سے ایک مقام تلوین اور تمکین کا آتا ہے۔ تمکین میں سالک کسی ایک مقام پر مستقل طور پر جم جاتا ہے۔ اس مقام سے نہ آگے بڑھتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے۔ مقام تلوین میں سالک ایک مقام پر ٹھہرا نہیں رہتا بلکہ کبھی ترقی ہوتی ہے اور کبھی تنزل۔ کچھ بزرگ مقام تمکین کو فضیلت دیتے ہیں اور کچھ بزرگ مقام تلوین کو زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔ حضرت شیخ نورالدین اسفرائنی ایک عرصہ تک مقام تلوین میں رہے ہیں۔ آپ خود لکھتے ہیں۔

"جب میں اپنی خواہشات سے مڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف متوجہ ہوا اس وقت مجھ میں تحیر کی کیفیت پیدا ہوئی۔ میں اپنے آپ کو پہچان نہ سکتا تھا۔ غرور و رعونت بالکل زائل ہوگئی اس قدر رنجور ہوگیا کہ گھر کے کام کاج سے ہاتھ کھینچ لیا۔ چنانچہ ایک دن والد محترم نے میری طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لمحے لمحے میں تمہارا رنگ دس دس بار بدل جاتا ہے اور ہر ساعت تمہاری شکل و صورت بدل جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو تم پھٹے پرانے چیتھڑے میں آتے ہو یہ عقل مندوں کا کام نہیں۔" لیکن آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا کہا اور کس سے کہا۔۱۱

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کا آپ کے بارے میں بیان ہے کہ: "اگر نورالدین شیخ عبدالرحمٰن قدس سرہ نہ ہوتے تو سلوک مکمل طور پر مٹ جاتا اور کوئی نشانی نہ ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ اس طریق کو قیامت تک باقی رکھنا چاہتا ہے جس کی وہ تجدید کریں گے۔" ۱۲

کم گوئی:

شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کا بیان ہے کہ ایک دن میں جماعت خانے میں غائب ہوگیا۔ امام غزالی کو دیکھا جو سر زانو پر رکھے قلم ہاتھ میں پکڑے حیران بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا اے امام آپ کیا فکر فرما رہے ہیں؟ فرمایا میں کیوں فکر نہ کروں میں نے دنیا میں سیمرغ کی تیس صفات لکھی تھیں وہ سب غلط ثابت ہوئی ہیں۔

میں نے اس واقعے کا نورالدین عبدالرحمٰن سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا مجھے تعجب ہے۔ میں نے بھی شفان کے مقام پر ایک واقعہ دیکھا اس وقت مجھے معرفت کے بارے میں خوب بولنے میں شہرت حاصل تھی میں نے غیبت میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تمہیں کس قدر حسرت ہے۔ امام غزالیؒ کو کوئی حسرت نہ تھی وہ سلوک کے بغیر ہمارے پاس آگئے۔ جب میں غیبت سے واپس آیا تو زبان پر ایک گرہ پائی۔ میں نے خاموشی اختیار کی اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔۱۳

رزق حلال:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر کوئی نعمت انسان مفید نہیں ہے۔ دوسروں کی جانب سے آئے ہوئے نذر و نیاز کے بارے میں اختلاف ہے خاص کر شاہان وقت اور امراء و حکام کی طرف سے آنے والے نذر و نیاز کے بارے میں کہ انہیں قبول کیا جائے یا رد کر دیا جائے۔ بعض کا خیال ہے کہ بادشاہوں اور سرکاری کارندوں کی طرف سے آنے والے نذر و نیاز اور تحائف قبول نہیں کرنے چاہئیں جبکہ بعض انہیں قبول کرنے کے حق میں ہیں۔ کچھ بزرگ بعض شرائط کے ساتھ قبول کرنے اور قبول نہ کرنے کی گفتگو کرتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کا یہ معمول تھا کہ اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو آپ قبول نہ کرتے تھے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو قبول کر لیتے تھے۔ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

حضرت نور الدین عبدالرحمن اسفرائنی ان دنوں جبکہ آپ کے پاس کسی قسم کے اسباب معاش نہ تھے ارباب حکومت اور امراء کی جانب سے بطور تحفہ جو بھی موصول ہوتا اسے قبول فرماتے تھے۔۱۴

غالباً یہ آپ کے ابتدائی ایام کے حالات ہیں۔ زندگی کے آخری حصوں میں آپ کوئی نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے اور تحائف اور نذر و نیاز کو واپس کرتے تھے۔ اس ضمن میں آپ کا اپنا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کو لوگوں کی جانب سے آنے والے نذرانوں میں شبہ ہوگیا۔ پھر آپ نے ایسے تمام نذرانے خود کھانے سے انکار کر دیا اور رزق حلال کے سلسلے میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ فصل کی کٹائی اور فصل کی اٹھائی کے دوران غلے کے جو خوشے راستوں میں گر جاتے تھے آپ ہاتھوں میں ایک ٹوکری اٹھائے انہیں اٹھا لیتے تھے اور اسی پر گزارا کرنے لگے۔۱۵

لباس:

آپ نے حرام سے بچنے کی خاطر نہایت سخت قسم کا طریقہ اختیار کیا تھا جو کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے ایسا طریقہ صرف پہنچے ہوئے بزرگ ولی اللہ یا کسی نبی سے ہی ممکن ہے۔ اس ضمن میں یہ واقعہ آپ نے خود خود اپنے قلم سے لکھا ہے کہ: "دس سال تک میں نے لباس کے بارے میں یہ طریقہ اختیار کیے رکھا کہ میں گلی کوچوں میں گھوم پھر کر لوگوں کے پھینکے ہوئے کپڑے جمع کرتا، انہیں دھو دیتا۔ اس طرح میری گدڑی کا وزن من بھر ہوگیا۔ دس سال کی مدت میں نے اسی حالت میں گزار دی۔ نئے لباس کی خواہش کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ میرے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان تھا۔ صاحب القميصين لا يجد حلاوة الايمان۔ دو قمیصوں کا مالک حلاوت ایمان کبھی نہیں پا سکتا۔۱۶

یہ چیتھڑے ایک خرقہ کی شکل میں آپ کے پاس محفوظ تھے آپ یہی خرقہ پہن کر عبادت و ریاضت میں مگن رہتے تھے۔ اس میں بجالانے والی عبادات میں آپ کو جو لطف آتا تھا کسی اور لباس میں نہ آتا تھا۔ اسے آپ نے اپنے قیام بغداد کے دوران خراسان میں رکھا ہوا تھا۔ آپ ہر وقت اس کی آرزو کرتے رہتے تھے۔ آپ اس بارے میں ایک واقعے کا ذکر فرماتے ہیں۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں اپنے خرقہ میں خلوت نشین تھا ایک عزیز اخی محمد ابراہیمان فارسانی نے ایک نیا لباس بنایا اور خلوت خانے کے دروازے سے اندر مجھے دے دیا جس کو میں نے قبول کیا لیکن جونہی اس پر نظر پڑی میرا نفس اس سے بہت خوش ہوا۔ چنانچہ میں نے اسے استعمال نہیں کیا۔۱۷

(جاری ہے۔۔۔)

مراجع ومصادر:

۱۔ مقدمہ مخطوطہ وحدت ص ۶۷ ۲۔ نفحات الانس ص ۴۳۸
۳۔ روضات الجنان ص ۴۹۷ بحوالہ مقدمہ مخطوطہ وحدت ص ۶۰ ۴۔ ریاض ص ۱۳۹
۵۔ مقدمہ مخطوطہ وحدت ص ۴۲ ۶۔ خزینۃ الاصفیاء ص ۲۵۵
۷۔ کاشف الاسرار ص ۱۶ ۸۔ کاشف الاسرار ص ۱۶
۹۔ کاشف الاسرار ص ۱۷۔۱۹ ۱۰۔ کاشف الاسرار ص ۱۲
۱۱۔ (کاشف الاسرار ص ۲۶) ۱۲۔ (نفحات الانس ص ۳۸)
۱۳۔ (نفحات الانس ص ۴۳۹) ۱۴۔ (معاش السالکین ص ۱۵)
۱۵۔ (کاشف الاسرار ص ۲۹) ۱۶۔ (کاشف الاسرار ص ۳۲)
۱۷۔ (کاشف الاسرار ص ۳۶۔۳۷)

اخبارِ تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

غلام محمد شاہین

عظیم خوشخبری

تمام صاحبان علم وعرفان کے لیے بالعموم اور اہل تصوف کے لیے بالخصوص یہ عظیم خوشخبری دی جاتی ہے کہ سلسلہ ذھب الصوفیہ کے عظیم روحانی مشائخ حضرت نجم الدین کبریٰ ؒ اور حضرت علاوالدولہ سمنانی ؒ کی مشترکہ تفسیر قرآن (عربی) التاویلات النجمیہ فی التفسیر الاشاری الصوفی کے نام سے چھ جلدوں پر پہلی مرتبہ بیروت لبنان سے چھپ کر جنوری۲۰۱۲ میں دستیاب ہو چکی ہے۔تفسیر عربی زبان میں ہے اور ظاہری مطالب ومعانی کے ساتھ ساتھ باطنی معارف ومعانی کا ایک خزانہ ہے۔سورہ الفاتحہ سے سورہ الذاریات کی تفسیر حضرت نجم الدین کبریٰ ؒ کی ہے جبکہ سورہ الطور سے سورہ الناس تک کی تفسیر حضرت علاوالدولہ سمنانیؒ کی ہے۔تفسیر کے حاشیہ پر حضرت حضرت نجم الدین کبریٰ کے استاد حضرت روزبہان بقلیؒ کی تفسیر عرائس البیان کا جابجا حوالہ درج ہے۔اگر کوئی صاحب ذوق مکمل تفسیر کی بائنڈنگ فوٹو کاپی حاصل کرنا چاہے تو احمد علی سرکی لاہور سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ 0342-4058991

رپورٹر:مولوی عبدالحمید

یوم شہدا گیاری

پورے پاکستان میں ۳۰اپریل ۲۰۱۲ کو یوم شہداء کے طور پر منایا گیا۔اس دن کی مناسبت سے ایک پر وقار تقریب 323 بریگیڈر سیاچن کے ہیڈ کوارٹر یوچنگ خپلو گنگ چھے میں بھی منعقد ہوئی۔تقریب میں بریگیڈر جناب ثاقب محمود ملک صاحب اور قاری محمد حنیف چشتی خطیب بھی جلوہ افروز تھے۔خپلو پبلک سکول اینڈ کالج کے طلباء نے ملی نغمے پیش کیے۔طلبہ و طالبات نے شہداء کے ورثاء اور خاص طور پر ہر پاکستانی کے دل میں مخفی شہادت کی ذوواثر اور دوررس نتائج پر مبنی ٹیبلو بھی پیش کیا گیا۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جناب ثاقب محمود ملک بریگیڈ رکمانڈر نے پاکستانی فوج کی عزم، ہمت، جرائت اور بہادری پر فخر کرتے ہوئے فرمایا کہ سیاچن کے بلند ترین محاذ پر بغیر بستر بدفانی تودوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں تو دوسری طرف دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سرگرم عمل ہیں۔سخت موسمی حالات اور جغرافیائی حدود میں رہ کر سرحدوں کی حفاظت پر اپنے خون سے تاریخ رقم کرنا پاکستانی فوج کا وطیرہ ہے۔آپ نے ناگہانی آفت کے باعث گلیشیر کی حرکت پر 140 افواج پاکستان کی شہادت پر ان کے والدین، بچے اور لواحقین جن کے عزیزوں نے اپنی جان کا نذرانہ ملک وقوم کے لیے نچھاور کیے ہیں وہ سلام اور خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ان کے ان حوصلوں نے ہمارے عزم کو پختگی اور ارادے کو استقلال بخشا۔تقریب میں لیفٹننٹ (ر) یوسف علی سکسہ وی،میر وقار احمد DC، طفیل احمد خان، آمنہ انصاری، مفتی محمد عبداللہ، حاجی اقبال، حافی محمد یوسف، مولانا محمد محسن علی، عبدالشکور، محمد اسحاق شاکر، سخاوت حسین، ریٹائرڈ فوجی، سول حکام کے علاوہ سکول کے بچوں نے شرکت کی۔قاری محمد حنیف چشتی کے دعائیہ کلمات اور شہدا کے ایصال روح کے لیے فاتحہ خوانی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ رپورٹر:شمیم رضا بگتی نمائندہ خپلو

خوشگوار خبر

انجمن صوفیہ نوربخشیہ گلگت کے مخلص اراکین اور فرزندان ملت کی کوششوں انتھک محنت اور دینی جذبوں کی بدولت خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ گلگت کی توسیع اور تعمیر نو کا کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔پہلی منزل میں مسجد، لائبریری اور درسگاہ کے لیے تین ہال تیار ہو چکے ہیں۔

اگرچہ کام کا آغاز کرتے ہوئے ابھی چند مہینے نہیں گزرے ہیں تعمیرات کا نصف حصہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اراکین انجمن اور کابینہ کے علاوہ اس توسیعی وتعمیری امور میں تمام دانشوران، ممبران کونسل، سربراہان علاقہ اور نوجوانان نوربخشیہ برابر شریک ہیں۔ پونے دو کروڑ کا منصوبہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ منصوبہ اپنی مدد آپ کے تحت مکمل کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ اس کار خیر کے لیے لوگوں نے دل کھول کر عطیات، مختلف صورتوں میں دیئے ہیں۔ انجمن ہذا تمام عطیات دہندگان کے نہایت مشکور وممنون ہیں اور ہمیشہ کے لیے ایسے ہی امید وابستہ رکھتے ہیں۔ رپورٹر: مولانا شکور علی انور

خوشخبری واپیل

اللہ کے فضل وکرم اور تمام نوربخشی عوام کے تعاون کی بدولت انجمن محمدیہ صوفیہ نوربخشیہ کی زیر نگرانی گلستان فاطمہ کالونی (بلتستانی محلہ) چکری روڈ راولپنڈی میں ایک جامع منصوبے کے تحت مسجد و مدرسہ شاہ ہمدان کی تعمیر کے سلسلے میں 17 مرلے کارنر پلاٹ کمرشل لوکیشن (قابل توسیع) پر خریدی جا چکی ہے۔ اور تعمیری کام بھی شروع ہو چکی ہے۔ پروگرام کے مطابق مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے علاوہ دکانیں، خطیب کے لیے رہائش گاہ اور لائبریری کا قیام ترجیحی بنیادوں پر عمل میں لایا جائے گا۔ تیزی سے بڑھتی ہوئی نوربخشی آبادی کے پیش نظر مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اس کار خیر میں دل کھول کر عطیہ، زکوٰۃ اور فطرانہ دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ عطیات اکاونٹ نمبر 1-107 بنام احمد علی فنانس سیکرٹری، الائیڈ بنک چکری روڈ راولپنڈی میں جمع کرا سکتے ہیں۔ مسجد و مدرسے کی تعمیر کے سلسلے میں پلاٹ کی خریداری سے لیکر اب تک جن نوربخشی خواتین وحضرات نے دل کھول کر عطیات دیئے ہیں، انجمن نوائے صوفیہ کے توسط سے سب کا بہت مشکور اور شکر گزار ہیں۔

رپورٹر: احمد علی چھوربٹ، فنانس سیکرٹری

Cell # 03455305467

اعظم علی سرموی

اہم اجلاس

گزشتہ دنوں NYF ہورچس شگر کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس کا مقصد مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ ہورچس شگر کی بلڈنگ کی تعمیر وتوسیع کے سلسلے میں منصوبہ بندی اور مخیر حضرات سے چندہ کی اپیل تھی۔ اس موقع پر لوگوں نے دل کھول کر عطیات دیں۔ کابینہ کے اراکین درج ذیل ہیں۔ احسان علی صدر، شکور علی نائب صدر، محمد عسکری جنرل سیکرٹری، ثناء اللہ ڈپٹی جنرل سیکرٹری، علی احمد صدیق، محمد حسین محمد تقی اور نور علی وغیرہ شامل ہیں۔ رپورٹر: دلبر شگری

الوداعی تقریب

گزشتہ دنوں شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی میں ڈاکٹر عبدالعزیز سابق وارڈن ہاسٹل ہذا کی کشمیر یونیورسٹی میں بطور لیکچرر منتخب ہونے پر ان کے اعزاز میں الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں تمام طلباء ادبی کونسل کے ممبران اور پنجاب ڈویژن کے اراکین نے شرکت کی۔ اس موقع پر اراکین نے ڈاکٹر عبدالعزیز کی ناقابل فراموش خدمات اور ان کی مخلصانہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آئندہ کے لیے بھی عمدہ کارکردگی کے لیے ان سے امیدوں کا اعادہ کیا۔ تقریب سے محمد خان صدر، دلشاد حیدری، کاچو اقبال لاہوری، بوا مشتاق، محمد حسین براہوی اور صدام حسین صدر ادبی کونسل نے خطاب کیے۔ اس موقع پر انہیں شیلڈ سے نوازا گیا اور ایک پر رونق طریقے سے اختتامی شکل دی۔

رپورٹر: عرفان مہدی سرموی

عید فاطمۃ الزہراؑ

مدرسہ مظہر الاسلام حسن آباد چھوربٹ میں بی بی سیدہ فاطمہ الزہراؑ کے سلسلے میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ مدرسہ ہذا کے طلبہ و طالبات نے والہانہ جوش وجذبہ کے ساتھ حمد، نعت اور قصیدے پیش کیے۔ تقریب کا اختتام بوا ابراہیم مہتمم مدرسہ ہذا کی دعا کے ساتھ ہوا۔

رپورٹر: کامران حسرت

تقریب دستار بندی

جناب حافظ غلام عباس نجلوی کی دستار بندی کی تقریب جامعہ سیدنا علی مرتضیٰ گجرخان میں منعقد ہوئی جس میں شمع تصوف کے پروانوں نے شرکت کی۔اس موقع پر شرکاء نے مبارک بادی کے ہار پہنائے۔ رپورٹر:مولانا شاکر حسین شالی

تقریب دستار بندی

جناب حافظ عرفان علی نجلوی صاحب کی دستار بندی کی تقریب جامعہ منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور میں منعقد ہوئی۔ آپ نے دو سال کے اندر قرآن پاک حفظ کرلیا۔والدین کا سایہ بچپن سے محروم تھا۔اپنی محنت،لگن اور جستجو سے منہاج یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور مختصر عرصہ میں کامیاب ہوئے۔شمع تصوف کے پروانوں اور عزیز و اقاریب نے مبارک باد دی۔

رپورٹر: شیخ نثار کوروی

جشن مولود کعبہ

گزشتہ دنوں شاہ ہمدان ہاؤس ایبٹ آباد میں حضرت علی اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی یوم ولادت کے سلسلے میں اک پر رونق محفل منعقد ہوئی۔جس میں شرکائے محفل نے مدح ثنائی، اور ان کی زندگی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔تقریب میں ڈاکٹر شاہد علی بھی تشریف فرما تھے۔ رپورٹر: زاہد حسین بلخاری

مبارک بادی

ہم NYF ایبٹ آباد یونٹ کی جانب سے احمد علی بلخاری کو پنجاب حکومت کی طرف سے لیپ ٹاپ انعام ملنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔آپ ایبٹ آباد یونٹ کے سرگرم رکن رہے ہے۔

رپورٹر: زاہد حسین بلخاری

عظیم الشان جلسہ

گزشتہ دنوں لچھت کندوس میں بزم مدرسہ طارق الھدیٰ صوفیہ نوربخشیہ کے زیر اہتمام سیدہ زہرا علیہ السلام کی یوم ولادت شایان شان طریقے سے منایا گیا۔جلسہ میں مدرسہ ہذا کے طلبہ و طالبات،لوگوں کے علاوہ سینو کے اراکین نے بھی شرکت کی۔جلسہ کا آغاز مرضیہ اسحاق نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔علاوہ ازیں زینب، غلام مہدی، نادیہ،محمد عاطف اور افتخار زاہد نے حمد وثناء اور قصیدے پیش کیے۔اس کے علاوہ موسیٰ حقانی، ماسٹر شبیر حسین، محمد یوسف، بوا شریف عارفی نے سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔اور بچوں کو مقابلہ بازی، سوال و جواب اور بہترین کارکردگی پر انعامات سے نوازا گیا۔

رپورٹر: حافظ عبد الرحیم

خراج تحسین

فلاحی تنظیم کھرسرموں (FTK) اسلام آباد برانچ کی جانب سے جناب ہیڈ ماسٹر غلام مہدی ایف جی بوائز ہائی سکول سرموں کوان کی ریٹائرمنٹ پر مبارک باد اور ان کی بہترین تعلیمی کاوش اور مثالی کارکردگی پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔انہوں نے اپنی زندگی ہمیشہ طالب علموں کی بہتری، علاقہ میں ناخواندگی کے خاتمہ اور نوجوانوں میں شعور پیدا کرنے پر صرف کر رکھی تھی ۔اِس وقت اُن کے شاگرد ملک پاکستان کے کونے کونے میں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ اچھی پوسٹ پر نوکری کر رہے ہیں۔اللہ ان کو دنیا و آخرت میں خوشی و کامیابی عطا فرمائے۔آمین! رپورٹر: ظفر علی آخوند

کارکردگی

سہارا ایجوکیشنل فاؤنڈیشن گنگ چھے کے زیر نگرانی چلنے والے سکول میں غریبوں اور نادار بچوں کو بالکل مفت تعلیم دی جارہی ہے۔یہ ادارہ جہالت،غربت اور ناخواندگی کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ ان خیالات کا اظہار CCSWO کے صدر نے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

رپورٹر: پریس سیکرٹری

محفل عید

گزشتہ دنوں قائد ملت پبلک سکول امیر آباد چھوربٹ میں جشن مولود کعبہ کے سلسلے میں عید سعید کی ایک پر وقار محفل منعقد کی۔اس

موقع پر طالب علموں نے حمد، نعت اور قصیدے پیش کیے۔ یاسمین بتول، صفورہ بتول اور دوسرے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا مولائے متقیان کی پوری زندگی امت مسلمہ کے لیے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ رپورٹر: سرفراز ہادی

فاتحہ خوانی

گزشتہ دنوں CCSWO کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں کانگو میں شہید ہونے والے سپاہی اور شہدائے گیاری سیکٹر کی روح کی ایصال وثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور شہداء کے درجات کی بلندی کے لیے خصوصی دعا کی۔ اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا۔

رپورٹر: پریس سیکرٹری

شہید حبیب اللہ کو سپرد خاک کر دیا

گزشتہ دنوں شہید کانگو سپاہی حبیب اللہ کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ان کے آبائی گاؤں امیر آباد چھوربٹ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں فوجی جوانوں اور لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ شہید کو پاک فوج کے چاق وچوبند دستے نے سلامی دی اور سینکڑوں لوگوں کی آہوں اور سسکیوں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

رپورٹر: گلزار حسین

مبارکباد اور خراج تحسین

جامع مسجد خانقاہ معلی یوچنگ کی تعمیر نو اپنی اختتامی مراحل سے گزر رہی ہے۔ اس کار خیر کے لیے یوچنگ کے عوام اور اردگرد کے علاقوں کے مخیر حضرات نے دل کھول کر عطیات دیے ہیں۔ خانقاہ کی اس تعمیر میں مسجد کمیٹی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو نہایت خوش اسلوبی اور جوش وجذبہ کے ساتھ اس کار خیر کو اختتامی شکل دینے میں کامیاب ہوئی۔ میں مسجد کمیٹی جناب حاجی ابراہیم، حاجی حسین درویش، مرحوم بوا صمد، ابو برکت، غلام مہدی، محمد باقر اور بوا انور آمین کو مبارک باد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور اہلیان یوچنگ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

رپورٹر: امین ارمان، جامعہ کراچی

مبارک باد

حال ہی میں گلگت بلتستان حکومت کی طرف سے ترقی پانے پر مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب اور نور محمد صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں آئندہ بھی ایسے ہی ترقی اور عزت عطا فرماتے رہیں۔

رپورٹر: محمد آمین ارمان، کراچی

تعزیت ودعا

انجمن فلاح وبہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کی طرف سے کابینہ کے مخلص رکن نعمت علی شگری' یعقوب، اسحاق اور حسین تھلوی کے بھائی اور مخلص رکن محمد عباس تھلوی کا سالہ کے اچانک وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا گیا اور ان کے ایصال وثواب کے لیے اجتماعی دعا کی گئی۔ اس کے علاوہ غلام محمد چھوربٹی کی بیماری کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی۔

رپورٹر: غلام محمد شاہین، جنرل سیکریٹری

قرآنی خوانی

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد میں معلمہ حافظہ کرن علی کی والدہ ماجدہ کی اچانک وفات پر ایصال وثواب کے لیے قرآن خوانی اور دعا کی۔ اللہ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کے لیے صبر وجمیل عطا فرمائے۔ آمین!

رپورٹر: ظفر علی آخوند

تقریب جشن ولادت حضرت امام مہدیؑ وسید محمد نوربخشؒ

گزشتہ دنوں حضرت بادوا محمد کے آستانہ عالیہ پر عرس کے موقع پر امام مہدی اور سید محمد نوربخش کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک درخشندہ پر ہجوم اجتماع ہمدرد اکیڈمک بادوا اپنا گھر کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ اس عید سعید میں مشائخ عظام، علماء کرام، سیاسی رہنماؤں، مذہبی پیشواوں، نوجوانوں، علاقہ کے پرستاروں، عقیدت مندوں اور

باقی صفحہ نمبر 39 پر

نامہ سالک

قارئین کے خطوط

غلام محمد شاہین

❁ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ ہمیشہ رسالے کا بے چینی سے انتظار میں رہتا ہوں۔ گلستان تصوف کا یہ پھول ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے۔ مادیت پرستی کے اس دور میں بھی بے لوث انداز میں رسالے کی اشاعت پر پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(ملک گلزار حسین، امیر آبادی)

❁ ادارے کی مزید تعمیر و ترقی کے لیے علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی امانت کو مضمون کی شکل میں رسالے کی وساطت سے قارئین تک پہنچائیں۔ ورنہ بروز قیامت آپ سے پوچھا جائے گا۔ حقیر کی طرف سے ایک مضمون ارسال ہے شائع فرمائیں۔

(نثار حسین بلغاری، کراچی)

❁ میری خریداری نمبر 383 محمد بشیر کوروی ریٹائرڈ DSP نے شمارہ 108 سے بہت پہلے مبلغ ایک ہزار روپے منی آرڈر کیا تھا مگر شمارہ 109 میں یہ لکھا آیا ہے کہ چندہ شمارہ 108 سے ختم ہے۔ لہٰذا برائے مہربانی میرا ریکارڈ درست فرمائیں۔ شکریہ۔

(محمد بشیر کوروی)

❁ ایک مضمون ارسال کیا ہے اگلے شمارے میں شامل کر کے شکریہ کا موقع بخشیں۔ فقیر یوسف کا مضمون "تصوف" بہت پسند آیا۔

(دانش کوروی)

❁ پچھلے شمارے کے ساتھ ریمائنڈر بھی تھا کہ شمارہ 107 سے ادائیگی رقم ختم ہے مگر میں نے مورخہ 20 جون 2011 کو منی آرڈر کے تحت نمبر 1156 دم سم سے مبلغ 420 روپے ارسال کیا تھا۔ مگر ہنوز فہرست میں نادہندہ شمار کیا جا رہا ہوں۔ ماقبل رقم بھیجنے کا یہی طریقہ اپنایا جا تا رہا ہے لہٰذا ریکارڈ کو نظر ثانی کرتے ہوئے درست فرمائیں شکریہ۔ شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی میں صدام آبادانی اور عرفان مہدی کو لیبری کونسل میں عہدہ ملنے پر حوصلہ افزائی اور ہدیہ تبریک قبول ہو۔

(ماسٹر زاہد احمد، آبادانی)

❁ میں ایک خاموش اور مستقل قاری ہوں۔ ایک مضمون ارسال ہے امید ہے شائع فرمائیں گے۔ گزارش ہے سلسلہ وار مضمون "القرآن" کو تسلسل کے ساتھ شائع کرتے رہیں تاکہ قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھ سکیں۔ شکریہ۔

(نجم الدین ہمدانی، واہ کینٹ)

❁ میری دعا ہے اے مالک! تو ناظر بھی ہے، منظر بھی، تو حاکم بھی میرے وطن کا ہر باسی صوم وصلوٰۃ کا پابند، اللہ پر اس کا ایمان ہے وہ عادل بھی ہے، صادق بھی، مشکور بھی اور شاکر بھی ہم سب کو ایک ہو کر رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (فائزہ نوشین، 1st ایئر، چھوربٹ)

❁ تمام اہل تصوف کو سلام۔ ناچیز مستقل قاری ہوں۔ رسالے کے مطالعے سے ہی دل کو سکون ملتا ہے۔ آئندہ انشاءاللہ ہریگون سے باقاعدہ نمائندہ کی حیثیت سے مذہبی خدمات نوائے صوفیہ کے ذریعے انجام دوں گا۔ (محمد یوسف ہریگونی، کراچی)

بقیہ: دنیائے تصوف کی خبریں

طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کیں۔ تقریب کی صدارت مولوی محمد شفیع مطہری جبکہ مہمان خصوصی مولانا علی محمد تھے۔ تقریب سے مولانا محسن علی شگری، مولانا محسن علی ثاقب، مولوی محمد شفیع، مولانا علی محمد، مولانا حامد، مولانا محسن علی، الیاس بٹ اور دیگر مقررین نے خطاب کیے۔ مقررین نے امام مہدی اور سید محمد نوربخش کے سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صدارتی خطبے کے بعد تقسیم لنگر ہوا اس کے بعد رات گئے تک ذکر خفی وجلی کی روحانی محفل منعقد ہوئی۔

رپورٹر: نجم الدین جلالی، کرامنگ چھلو

وصولیات

نام قاری،نمائندہ	رقم	نام قاری،نمائندہ	رقم
NYF جیلو بالا بذریعہ سلیم تصوفی	2,200/-	NYF چھپن جیلو بذریعہ سلیم تصوفی	1,600/-
NYF باقرپی گون بذریعہ سلیم تصوفی	1,600/-	وزیر ارمان کورو بذریعہ سلیم تصوفی	1,200/-
ہدایت حسین NYF براہو بذریعہ سلیم تصوفی	1,500/-	NYF تھگس بذریعہ سلیم تصوفی	900/-
بوا یوسف غورسے بذریعہ سلیم تصوفی	450/-	اختر نوری بلغار بذریعہ سلیم تصوفی	450/-
غلام محمد سرمو بذریعہ سلیم تصوفی	450/-	امتیاز حسن بذریعہ سلیم تصوفی	300/-
NYF ڈوغنی بذریعہ سلیم تصوفی	200/-	ماسٹر موسیٰ سینو بذریعہ سلیم تصوفی	300/-
گھوربٹ بذریعہ سلیم تصوفی	5000/-	غلام محمد پروانہ تلس بذریعہ سلیم تصوفی	1000/-
NYF چکری روڈ بذریعہ جی ایچ معروفی	1000/-		

تقریب حلف برداری NYF گلشن اقبال یونٹ کراچی

گزشتہ دنوں این وائی ایف گلشن اقبال یونٹ کراچی کی تقریب حلف برداری شاہ سید ہاسٹل کراچی میں منعقد ہوئی جس کی صدر این وائی ایف کراچی ڈویژن کے صدر جناب مولانا نور حسن بت شکن (ایڈوکیٹ) اور مہمان خصوصی قطب الدین تھے۔ تقریب سے سابق صدر امان شگری، مولانا نور حسن، رقیب حسن رانا، زاہد علی قمر اور دیگر مقررین نے تقریب سے خطاب کیے۔ مرکزی صدر نے نئی کابینہ سے حلف لیا۔ اراکین کے نام یہ ہیں: ۱۔ صدر زاہد حسین قمر، ۲۔ نائب صدر نور علی نور، ۳۔ جنرل سیکرٹری رقیب حسن رانا، ۴۔ فنانس سیکرٹری عون علی حقانی، ۵۔ ڈپٹی فنانس سیکرٹری شبیر حسین، ۶۔ ایجوکیشن سیکرٹری محمد افضل، ۷۔ ڈپٹی ایجوکیشن سیکرٹری محمد اسماعیل، ۸۔ پریس سیکرٹری محمد شفیع مہدی، ۹۔ رابطہ سیکرٹری غلام علی، ۱۰۔ ڈپٹی رابطہ سیکرٹری محمد مختار، ۱۱۔ آفس سیکرٹری حامد علی دانا، ۱۲۔ ناظم اجلاس غلام مہدی۔

رپورٹر: پریس سیکرٹری محمد شفیع

بقیہ: فضائل و مسائل طہارت

اور عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو۔ (قوت القلوب ص ۱۶۸)

حضرت سلیمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ جمعہ کے روز رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس روز خوشبودار تیل اور عطریات استعمال کرے۔ (ابوداؤد، بخاری)

بہر حال انسان کی ظاہری و باطنی نشاط وانبساط کے لیے خوشبو نادر چیز ہے۔ جو مصالح و منافع سے بھرپور ہے۔ اس کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ذکاوت وذہانت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ذہنی قوی بڑھتے ہیں اور دماغی صلاحیتیں بڑھتی ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں پھولوں کی خوشبو سونگھا کرو ان سے روح کو طاقت ملتی ہے۔ اسی طرح نرگس کے پھول کا بھی یہی فائدہ ہے۔ اسی طرح مشک کے فوائد بھی بتائے ہیں جو دل و دماغ کو فائدہ دیتا ہے۔ (طب نبوی ص ۳۰)

خوشبو کی پسندگی کا یہ مطلب یہ بھی ہے کہ اس سے جسم، لباس اور مکان میں ستھرائی اور نکھراپن آجاتا ہے۔ ان کو سونگھنے سے بدن کو صحت وتندرستی اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ (طب نبوی ص ۳۱)

(جاری ہے۔۔۔)

Read Nawa-i-Sulfa Online through

http://nyfpk.org/Nawa-i-Sufia